Atlantis Publications
ہوا کے قیدی
محمود، فاروق، فرزانہ
اور انسپکٹر جمشید
سیریز
اشتیاق احمد

خبردار

محمود، فاروق اور فرزانہ بہت خوش تھے، خوش کیوں نہ ہوتے، بیٹھے بٹھائے ایک عدد ہوائی سفر کا موقع نصیب ہو گیا تھا۔ افریقہ میں انسپکٹر جمشید کے ایک دور کے چچا رہتے تھے، ان کا انتقال ہو گیا اور مرتے وقت وہ اپنی ساری جائداد انسپکٹر جمشید کے نام کر گئے تھے۔ ان کے علاوہ اس دنیا میں اور کوئی رشتے دار نہیں تھا۔ جائداد میں سونے کی ایک کان کے علاوہ نقدی اور کچھ زمین بھی شامل تھی، چنانچہ اس طرح انہیں جائداد کے ساتھ ساتھ افریقہ کی سیر کا موقع مل گیا تھا، یہی وجہ تھی کہ محمود، فاروق اور فرزانہ جہاز میں بیٹھے پھولے نہیں سما رہے تھے..... انسپکٹر جمشید اور بیگم جمشید انہیں خوش دیکھ کر دل ہی دل میں مسکرا رہے تھے۔ جونہی جہاز نے زمین چھوڑی، فاروق نے برا سا منہ بنایا۔ جہاز کے اوپر اٹھتے ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہونے لگی تھی:

"تم تو بالکل ننھے سے بچے کی طرح منہ بنانے لگتے ہو" فرزانہ نے ناک چڑھائی۔

www.urdukorner.com

"اب تم مجھ سے کیا چاہتی ، میں کس طرح منہ بناؤں:" فاروق نے
بھی بُرا منہ بنایا۔
"تو منہ بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے:" محمود سے بھی رہا
گیا۔
"میں ضرورتاً منہ نہیں بنا رہا ہوں ، مجبوراً بنا رہا ہوں:" فاروق
جواب دیا۔
"تم تینوں منہ بنانے کے پیچھے پڑ گئے ہو شاید ، کچھ اور کیوں
بنا لیتے:" بیگم جمشید نے بھی منہ بنایا۔
"انہیں نصیحت کرنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ تم اپنے چہرے پر
ہٹ لے آؤ:" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"ویسے یہ منہ بنانا کافی بابرکت ثابت ہوا ہے ، اس نے آپ
بھی گفتگو میں شامل کر لیا:" فاروق نے شوخ لہجے میں کہا۔
"لیکن بھئی ، ہم نے یہ کب کہا تھا کہ سفر کے دوران بات چیت
کریں گے:" انسپکٹر جمشید نے حیرت ظاہر کی۔
"آپ خاموش تو بیٹھے تھے ، ویسے ابا جان ! اب تو ہم کافی
ت مند ہو جائیں گے ، آپ کا اس دولت کو کس طرح خرچ
نے کا پروگرام ہے:" فاروق نے نئی پوچھی۔
"تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے ہم ساری دولت ملتے ہی خرچ
یں گے:" بیگم جمشید مسکرائیں۔

"لیکن امی جان ! اس میں سے آخر کچھ نہ کچھ تو خرچ کرنا ہی ہو
گا ، دولت پر سانپ بن کر بیٹھ جانا بھی تو درست نہیں:" محمود بولا۔
"پہلے یہ بتاؤ ، تم لوگ کیا چاہتے ہو:"
"ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں ایک ایک موٹر سائیکل لے دیں
اور اپنے لیے ایک اچھی سی کار لے لیں:" فرزانہ نے کہا۔
"چلو ! یہ ہو جائے گا:"
"اور ایک شاندار سی کوٹھی بھی تعمیر کرا لیں:"
"یہ بات بھی منظور کی جاتی ہے:" انسپکٹر جمشید نے دبے لہجے
میں کہا: "اور بتاؤ:"
"جی بس اور کیا:"
"یہ سب تو خیر ہو ہی جائے گا ، لیکن بھئی دولت ملنے کا یہ
مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم اسے صرف اپنی ہی ذات پر خرچ
کریں ، دیکھو نا .... ہمارے آس پاس ، ارد گرد کچھ غریب لوگ بھی
رہتے ہیں ، ہمیں ان کے لیے بھی کچھ کرنا ہوگا اور پہلے میں انہی کی
طرف توجہ دوں گا ، یوں تو اس سے پہلے بھی ہم ہمیشہ ممکن حد تک
ان کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہے ہیں ، لیکن اب بڑے پیمانے
پر کریں گے ، یہ کام تمہاری موٹر سائیکلوں ، کوٹھی اور کار سے
زیادہ ضروری ہے:"
"آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے ابا جان ! ہم غلطی پر تھے۔"

www.urdukorner.com

ہمیں پہلے انہی کے بارے میں سوچنا چاہیے تھا اور اس کے بعد
اپنے بارے۔

"ہمارا سفر کتنے گھنٹے کا ہے ابا جان؟" محمود نے اس وقت پوچھا
جب جہاز اوپر اٹھنا بند ہو گیا اور ایک سمت میں اڑنے لگا۔

"تقریباً چار گھنٹے کا، راستے میں ہم افریقہ کے ریگستان پر سے
بھی گزریں گے، یہ دنیا کا سب سے بڑا ریگستان ہے۔" انہوں نے
بتایا۔ اس وقت ایر ہوسٹس ان کے قریب سے گزری۔

"سنیے!" فاروق اس پر نظر پڑتے ہی بول پڑا۔ وہ چونک کر مڑی اور
مسکراہٹ اور شفقت چہرے پر لاتے ہوئے بولی:

"جی فرمایئے!"

"آپ کا نام کیا ہے؟" فاروق نے کوئی چیز طلب کرنے کی بجائے
عجیب سوال کیا۔

"کیوں! آپ نے میرا نام کیوں پوچھا؟"

"ہمیں یہاں چار گھنٹے گزارنے ہیں، لہذا کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ
ہم ایک دوسرے سے واقف ہو جائیں۔" فاروق بولا اور انسپکٹر جمشید
اسے گھورنے لگے۔

"لیکن اگر ہر مسافر یہی خواہش بیان کرنے لگا تو کیا ہوگا؟" ایر ہوسٹس
نے بوکھلا کر کہا اور وہ بے ساختہ مسکرا دیے۔

"اس صورت میں میں سب کو ایک ہی بار آپ کا نام بتا

دوں گا۔"

فاروق کے جواب پر ایر ہوسٹس بھی بے ساختہ مسکرا دی اور
اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولی:

"مجھے ایک پلیٹ چاٹ چاہیے۔" فاروق بولا۔

"چاٹ! کیا مطلب؟" وہ چونکی۔

"آپ چاٹ کا مطلب نہیں سمجھتیں؟" فاروق کے لہجے میں حیرت
تھی۔ "مختلف پھلوں کے آمیزے کو چاٹ کہتے ہیں، اس پر مصالحہ
چھڑکا جاتا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے، میں آپ کی خدمت میں چاٹ پیش نہیں
کر سکوں گی، چائے، کافی، کوک، پیپس، میں سے کوئی چیز طلب
کر سکتے ہیں۔"

"خیر چھوڑیے، مجھے ان میں سے کسی چیز کی اس وقت ضرورت
نہیں، آپ یہ بتایئے، یہاں کتنے عرصے سے ملازمت کر رہی ہیں؟"
اس نے کہا۔

"آخر آپ کا ان سوالات سے مطلب کیا ہے؟" اس نے الجھ کر
پوچھا۔

"میں نے کہا نا...... کہ ہمیں چار گھنٹے گزارنے کا کچھ سامان
کرنا ہے!"

"تو کیا آپ چار گھنٹے تک مجھ سے باتیں کرنا چاہتے ہیں؟" اس

www.urdukorner.com

نے پھر بوکھلا کر کہا۔
"نہیں نہیں! آپ گھبرائیے نہیں، میں پورے چار گھنٹے تک آپ
سے بات چیت کا ارادہ نہیں رکھتا۔"
"گویا اس سے کچھ کم وقت کا ارادہ رکھتے ہیں۔" اس نے گھبرا
کر کہا۔
"فاروق! تم باز نہیں آؤ گے۔" انسپکٹر جمشید نہ رہ سکے، فاروق
کو ڈانٹنے کے بعد وہ مس رعنا کی طرف مڑے:
"اس کی باتوں کا کوئی خیال نہ کریں۔ بہت شریر ہے، ہر
ایک کو اپنی باتوں میں الجھا لیتا ہے۔"
"میں نے بالکل برا نہیں مانا، یہ تو مجھے بہت ہی پیارے
اور بھولے بھالے لگتے ہیں۔" مس رعنا نے مسکرا کر کہا۔
"جی..... کیا کہا..... بھولے بھالے اور یہ..... آپ کو غلط
فہمی ہوئی ہے، یہ حضرت تو شیطان کے بھی کان کترتے ہیں۔"
فرزانہ نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔
"توبہ توبہ! اتنا جھوٹ تو نہ بولو، میں نے آج تک شیطان
صاحب کو دیکھا تک نہیں، ان کے کان کیسے کتر سکتا ہوں۔"
فاروق نے فرزانہ کو کاٹ کھانے والے انداز میں دیکھا۔
"اب آپ سمجھ گئی ہوں گی کہ یہ حضرت کیا چیز ہیں۔"
"ہاں! بہت اچھی چیز ہیں، میں ذرا دوسرے مسافروں کی طرف

چکر لگا لوں، پھر آکر باتیں کروں گی۔"
"آخر آپ کو بھی اس نے الجھا ہی لیا۔" انسپکٹر جمشید بے چارگی
کے انداز میں مسکرائے۔
"جی بات دراصل یہ ہے کہ چار گھنٹے گزارنے ہیں۔" مس رعنا
نے کہا اور وہ سب بے ساختہ مسکرا دیے۔ اس وقت ایک بھاری
آواز نے انہیں چونکا دیا:
"مسٹر! ذرا ادھر آئیں۔"
انہوں نے گردن پیچھے کی طرف گھما کر دیکھا۔ مس رعنا کو بلانے
والے ایک سرخ سے رنگ کا غیر ملکی آدمی تھا، اس نے یہ
جملہ بھی انگریزی میں کہا تھا۔ مس رعنا نے چہرے پر گہری مسکراہٹ
سجائی اور اس کی طرف بڑھنے لگی۔

○

"جی فرمائیے!" اس کے قریب پہنچ کر مس رعنا نے کہا۔
"میری ٹانگ زخمی ہے، شاید جہاز کی سیڑھی پر چڑھتے وقت
زخم کھل گیا ہے، اب اس کی نئے سرے سے پٹی کرنا پڑے
گی۔ شاید خون رس رہا ہے، اس سلسلے میں آپ کیا مدد کر
سکتی ہیں۔"
"جہاز پر فرسٹ ایڈ بکس موجود ہے، میں نے فرسٹ ایڈ کی

www.urdukorner.com

ڈیلنگ سے رکھی ہے، میں آپ کی مرہم پٹی کر سکوں گی:"
"بہت خوب! میں شکر گزار ہوں، لیکن آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں، میرے ساتھی بہت اچھے ڈاکٹر ہیں، یہ میرے ساتھ چل کر پٹی کر دیں گے، آپ تو بس اتنا کریں کہ ہمیں ایک علیحدہ جگہ تک لے چلیں، جہاں یہ کام کیا جا سکے۔"
"ضرور جناب، کیوں نہیں، آئیے میرے ساتھ۔"
غیر ملکی اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا آدمی اٹھے۔ دوسرا بھی غیر ملکی ہی تھا، دونوں مس رعنا کے پیچھے چلنے لگے۔ ان کی طرف جو نظریں اٹھ گئی تھیں، پھر واپس پلٹ آئیں اور سب اپنی باتوں یا مطالعے میں مصروف ہو گئے۔ انسپکٹر جمشید نے گردن موڑی تو انہیں فرزانہ کی پیشانی پر بل نظر آئے:
"کیوں! تمہیں کیا ہوا؟"
"ایک اچھا ڈاکٹر ان صاحب کا ساتھی ہے تو پھر زخم کس طرح کھل گیا، ظاہر ہے کہ انہوں نے پٹی اپنے ساتھی سے ہی کرائی ہو گی۔" اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔
"یہ کوئی ضروری نہیں، بعض اوقات ماہر سرجنوں کی کی ہوئی پٹیاں بھی ناکارہ ثابت ہو جاتی ہیں، کچھ زخم اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ذرا سی ٹھیس لگنے پر دوبارہ رسنا شروع ہو جاتے ہیں، لہٰذا مہربانی فرما کر بال کی کھال نہ اتارو، جہاز میں بلاوجہ سنسنی پیدا

کرنے کی ناکام کوشش نہ کرو۔" فاروق نے جل بھن کر کہا۔
"میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں، ایک بات مجھے عجیب لگی تھی، اس کا اظہار بھی میں نے خود نہیں کیا، ابا جان کے پوچھنے پر ہی ذکر کیا ہے۔" فرزانہ کے لہجے میں ناگواری آ گئی۔
"فاروق! میں تمہارے خیال سے اتفاق کرتا ہوں، لیکن الجھن یہ ہے کہ اگر زخم سیڑھیاں چڑھنے کی وجہ سے کھلا ہے تو پھر ان صاحب نے ایئر پورٹ پر ہی کیوں پٹی نہ کرا لی، جہاز وہاں بہت دیر کھڑا رہا ہے، یہ اس وقت بھی مس رعنا سے یہی بات کہہ سکتے تھے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔
"پھر تو آپ کو میرے خیال سے اتفاق نہ ہوا۔" فاروق نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔
"اتفاق اس بات سے ہے کہ ماہر سرجن کے ہاتھ کی پٹی کے باوجود بھی زخم کھل سکتا ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"تت ... تو ... کیا ..." فاروق نے ہکلا کر کچھ کہنا چاہا۔
"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ... گھبرانے کی ضرورت نہیں، میں نے ان کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھے ہیں، وہ ایکٹنگ نہیں کر رہے تھے۔" انہوں نے کہا۔
"چلیے شکریہ، ورنہ میں تو ڈر گیا تھا کہ شروع ہوا پھر کوئی چکر، دراصل میں چاہتا ہوں، ہم بخیر و عافیت اپنی منزل پہ پہنچ

www.urdukorner.com

جائیں اور اس جاندار کو آنکھوں سے دیکھ لیں جو ہمیں ملی ہے۔"

"اگر خدا کو منظور ہوا تو ضرور دیکھ لو گے۔" بیگم جمشید بولیں۔

اس وقت انھوں نے مس رعنا کو واپس آتے دیکھا، وہ ایک ایک مسافر کے پاس سے گزرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"بلیز! کسی چیز کی ضرورت تو نہیں!"

"ہاں تو ہم کیا بات کر رہے تھے؟" محمود نے سلسلہ گفتگو شروع کرنے کی غرض سے کہا

"یہ تو فرزانہ ہی بتا سکے گی، اس کی یادداشت بہت تیز ہے نا۔" فاروق بولا۔

"ہاں کیوں نہیں، مس رعنا کے آنے سے پہلے ہم ...."

ایک کھٹکے کی آواز نے انھیں چونکا دیا۔ آواز پچھلی سمت سے آئی تھی۔ مس رعنا نے اور دوسری ایئر ہوسٹسوں نے بھی فوراً ادھر دیکھا، لیکن شاید آواز اندرونی حصے سے آئی تھی جس طرف کچن وغیرہ تھا۔ مس رعنا نے فوراً اس طرف قدم اٹھانے شروع کیے، اس کے ساتھ دو تین ایئر ہوسٹسیں اور اندر لپکیں، سٹورٹ بھی تیز تیز قدم اٹھانے لگے۔

"ابا جان! آپ کے خیال میں جہاز میں کھٹکے کی آواز کیسی تھی؟" فاروق نے پوچھا۔

"میں یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ آواز کیسی تھی، تاہم اتنا

ضرور کہہ سکتا ہوں کہ آواز امید کے خلاف تھی، اگر امید کے خلاف نہ ہوتی تو ان سب کو چونکنے اور پھر ادھر جانے کی ضرورت نہیں تھی۔"

"میرے خیال میں یہ آواز ان دو حضرات کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے، ہو سکتا ہے لکڑی کی کوئی کھپچی توڑی گئی ہو، عام طور پر ایسی کھپچیاں ہڈیوں وغیرہ پر باندھی جاتی ہیں۔" فاروق نے خیال ظاہر کیا۔

"لیکن اس نے ہڈی ٹوٹنے وغیرہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا تھا زخم کھل گیا ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"خیر ہمیں کیا ہے، ایئر ہوسٹس اندر جا چکی ہیں، دیکھ ہی لیں گی کہ کیا معاملہ ہے۔"

وہ اور دوسرے مسافر ان کی واپسی کا انتظار کرنے لگے، لیکن کئی منٹ گزرنے پر بھی کوئی واپس نہ آیا۔

"ابا جان! میں بے چینی محسوس کر رہی ہوں۔" فرزانہ بولی۔

"تو کیے جاؤ، کس نے روکا ہے، جہاز میں بے چینی محسوس کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔"

"وحشت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر ران پر ہاتھ مارا۔

"کیوں بھئی! تمہیں کیا ہوا، بے چاری ران نے کیا قصور کیا؟" فاروق کا انداز مذاق اڑانے والا تھا

"ابا جان...." فرزانہ نے پھر کچھ کہنا چاہا، لیکن فاروق نے

www.urdukorner.com

فوراً اس کی بات کاٹ دی:

"ہاں ہاں! انہوں نے سن لیا ہے۔ تم بے چینی محسوس کر رہی ہو۔"

"بھئی فاروق تم تو ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ جاتے ہو؟ اسے کہہ تو لینے دو، یہ بے چینی کیوں محسوس کر رہی ہے۔"

"وہ میں بتائے دیتا ہوں ابا جان! ابھی تک اندر سے کوئی واپس نہیں آیا، جب کہ اس کے خیال میں انہیں اب تک آجانا چاہیے تھا، لیکن میرا خیال ہے کہ اندر ان صاحب کے زخم کی حالت زیادہ خراب ہے، کیس سیریس ہے، اس لیے انہیں دیر لگ گئی۔"

"چلو مانے لیتے ہیں، یہی بات ہو گی، لیکن بے چینی محسوس کرنے میں حرج ہی کیا ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ابا جان! آپ بھی میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔" فرزانہ نے روتی آواز میں کہا۔

"ارے نہیں! تم غلط سمجھیں، میں فاروق کو سمجھا......"

ان کے الفاظ درمیان میں ہی رہ گئے۔ ایک آواز نے سب کی آوازوں کے گلے گھونٹ کر رکھ دیے:

"خبردار! کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔"

نیا اسلحہ

تمام مسافروں نے سر اوپر کر لیے۔ گردنیں موڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا۔ اگرچہ حکم یہ تھا کہ کوئی حرکت نہ کرے، لیکن اتنی حرکت ان سب نے ضرور کی۔ انہوں نے دیکھا، دروازے میں وہی دونوں غیر ملکی کھڑے تھے جو زخمی ٹانگ کے سلسلے میں اندر گئے تھے۔ اب ان کے ہاتھوں میں دو عدد مشین گنیں تھیں۔ بلاشبہ وہ ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر سکتے تھے۔ سب مسافروں کے رنگ آناً فاناً میں اڑ گئے۔ ان میں سے اکثر تھر تھر کانپنے لگے۔ کچھ تو اپنی سیٹوں پر ہی بے ہوش ہو گئے۔ انسپکٹر جمشید تک ساکت رہ گئے۔ بیگم جمشید کی آنکھوں میں بھی خوف دوڑ گیا۔ محمود، فاروق اور فرزانہ کی سٹی گم ہو گئی۔ ایک ہولناک صورتِ حال انہیں اپنے گھیرے میں لے چکی تھی۔

"ایم بی جان! میری جیب سے اپنے لیے پستول لے لو اور پائلٹ روم میں جا کر پائلٹ اور اس کے ساتھی کو حالات سے باخبر کر دو، انہیں بتا دو کہ اگر انہوں نے ہمارے احکامات کی تعمیل نہ

www.urdukorner.com

ی تو تمام مسافروں سمیت جہاز کے پرخچے اڑ جائیں گے۔" اس
ے کہا جس نے اپنی ٹانگ زخمی بتائی تھی۔ انہی کی سیٹوں کے
ساتھ والی سیٹ سے ایک اور غیر ملکی اٹھا، پہلے ان کی طرف
یا اور پھر پستول ہاتھ میں لیے درمیانی راستے سے گزرتے ہوئے
ئلٹ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہینڈل پکڑ
ر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول ڈالا اور پھر دروازہ عبور کر کے
ے پیچھے بند کر دیا۔

"تاینگر! تم پائلٹ روم کے دروازے میں کھڑے ہو جاؤ
ادھر کے حالات کی ہر پندرہ سیکنڈ بعد خبر دیتے رہو، آیا وہ
وگ تعمیل کر رہے ہیں یا نہیں۔"

"بہت بہتر مسٹر ماتھر!" اس کے ساتھ کھڑے دوسرے آدمی نے
کہا، اسے اس نے ڈاکٹر بتایا تھا۔

تاینگر نے اس کی ہدایت پر فوراً عمل کیا اور پائلٹ روم کا
دروازہ کھول کر درمیان میں کھڑا ہو گیا، پھر وہیں سے کہا۔

"ایم بی جان نے پائلٹ اور اسسٹنٹ پائلٹ کو پستول کی زد
پر لے لیا ہے اور دونوں اس کے حکم کی تعمیل کرنے پر مجبور ہیں۔"

"ٹھیک ہے، اپنی گھڑی کے مطابق ہم ان کے ملک سے نکل آئے
ہیں، یہ اپنے ائیرپورٹ کو سب ٹھیک کا پیغام دے چکے ہیں،
لہذا پائلٹ کو حکم دو کہ جہاز کا رخ نوے ڈگری پر موڑ دے۔"

"بہت بہتر!" تاینگر نے کہا اور ماتھر کا حکم پائلٹ کو سنا دیا۔
فوراً ہی جہاز کا رخ تبدیل ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی
مسافروں کے چہروں پر موت کی زردی کھنڈ گئی۔ انہیں یوں لگا
کہ جیسے جان اب نکلی کہ اب نکلی۔ اچانک ایک آدمی چیخ مار
کر اپنی سیٹ سے نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ اب تو چہروں
پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"اور اب روبیو.... تمہاری باری ہے، تم بھی اٹھو اور ان سب
کی تلاشی شروع کرو۔"

"آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو؟" ایک مسافر خوفزدہ انداز میں چلایا۔

"ارے تم لوگ ابھی تک نہیں سمجھے، ہم اس جہاز کو اغوا کر کے
اپنے ملک لے جا رہے ہیں، وہاں تم سب لوگ بھی جہاز سمیت
ہمارے قبضے میں رہو گے اور پھر...." ماتھر نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"اور پھر کیا؟" ایک اور مسافر نے تھرتھر کانپتی آواز میں کہا۔

"اور پھر کے بعد میں کیا کہنا چاہتا ہوں، یہ تمہیں نہیں بتایا
جا سکتا، بس تم تو صرف یہی سمجھو کہ تم لوگ ہمارے قیدی ہو،
پورے دو سو چالیس آدمی اور ایک بہترین جہاز، بھئی واہ کتنی
آسانی سے ہم نے یہ ہاتھ مارا ہے، بس اپنے اپنے اٹیچی کیس
میں مشین گنوں کے الگ الگ حصے رکھ کر لانے پڑے اور دو
پستولوں کے حصے بھی، یہ مشین گنیں اور پستول بالکل نئی ساخت

www.urdukorner.com

کے ہیں، ان کے حصے نہایت آسانی سے الگ الگ کیے جا سکتے ہیں اور چند منٹ میں انہیں جوڑا جا سکتا ہے۔ اب تم لوگ سوچ رہے ہو گے کہ جب ایئر پورٹ کے نگران عملے نے ان اٹیچی کیسوں پر آلہ لگا کر دیکھا ہو گا، تو انہیں سٹین گنوں اور پستولوں کی موجودگی کا پتا کیوں نہ چلا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ آلہ لوہے اور فولاد کی چیزوں کی نشان دہی کرتا ہے جب کہ سٹین گنیں اور پستول ہمارے ملک کی ایک اور ہی دھات سے بنائے گئے ہیں، یہ دھات زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت پر بھی نہیں پگھلتی، چنانچہ اس وقت ہم نے تمہارے جہاز اور تم پر اتنی آسانی سے قبضہ کر لیا ہے کہ شاید ڈاکوؤں کا کوئی گروہ کسی بنک پر بھی اتنی آسانی سے قبضہ نہیں کر سکا ہو گا اور اب جہاز سیدھا ہمارے ملک کی طرف جا رہا ہے، پائلٹ اگر کسی طرح وائرلیس پر اس حادثے کی خبر اپنے ملک کے حکام کو دینا بھی چاہے تو بھی اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہم اس وقت ایک ایسے ملک کے اوپر سے گزر رہے ہیں جو ہمارا تو دوست ہے، لیکن تمہارے ملک کا بدترین دشمن ہے، لہٰذا تمہاری رہائی کا اب کوئی امکان نہیں، اب تو تم ہماری شرائط مانے جانے کے بعد ہی رہا ہو سکتے ہو اور اگر تمہارے ملک نے ہماری شرائط ماننے سے انکار کر دیا تو تم سب کو ایک لائن میں کھڑا کر کے گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔"

"نہیں نہیں..... نہیں!" بہت سے لوگ ڈرے ڈرے انداز میں چلائے، ایک اور آدمی اپنی سیٹ پر بے ہوش ہو گیا، اس کا سر سینے پر جھک گیا۔

"چیخنے اور چلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا، اس مہم کا انچارج میں ہوں، میرا نام کرنل ماتھر ہے، تم لوگ مجھے کرنل کہہ کر بھی مخاطب کر سکتے ہو، اب تم لوگ تلاشی دینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"لیکن کرنل تلاشی کی کیا ضرورت ہے، تمہاری طرح ہمارے پاس نئی دھات کے بنے ہوئے پستول تو نہیں ہو سکتے۔" انسپکٹر جمشید نے پہلی مرتبہ زبان کھولی۔

"یہ میں جانتا ہوں کہ تلاشی کیوں لی جا رہی ہے۔" کرنل نے ان کی طرف دیکھنے کی ضرورت بھی نہ سمجھی۔ انسپکٹر جمشید نے بھی چپ سادھ لی، تاہم ان کا ذہن گہری سوچ میں مصروف تھا۔

روبیو نے جلدی جلدی تلاشی شروع کر دی، مسافروں کا برا حال تھا۔ اسی وقت انھوں نے کرنل ماتھر کو کہتے سنا:

"ٹائیگر! ایم بی جان سے کہہ دو کہ کمپاس پر نظر رکھے، جہاز کے زاویے میں فرق نہ آنے پائے، مطلب یہ کہ پائلٹ حضرات میں سے کوئی ہمارے ساتھ چالاکی نہ کھیل جائے۔"

ٹائیگر نے اس کے الفاظ ایم بی جان کے کانوں تک پہنچا دیے۔ ادھر سے ایم بی جان نے کہا:

www.urdukorner.com

"فکر نہ کریں، میں پوری طرح چوکس ہوں۔"

ایک سو چالیس مسافروں کی تلاشی لینا دو چار منٹ کا کام
ہیں تھا، لوگوں کی جیبوں سے جو کچھ نکالا جا رہا تھا، وہ ریوالور
تھیلوں کے ایک تھیلے میں ڈالا جا رہا تھا۔

"ابا جان! کیا ہم واقعی دشمن کے قیدی بنائے جا چکے ہیں۔"
فرزانہ نے سرگوشی کی۔

"اس وقت تو صورتِ حال یہی ہے اور ہر ہر منٹ بعد صورتِحال
نازک ہو رہی ہے، کیونکہ ہم اپنے ملک سے دور اور ان کے
ملک سے نزدیک ہو رہے ہیں، دوسرے یہ کہ ہمارے ملک
کے ہوائی حلقے کو شاید جہاز کے اغوا کے بارے میں ابھی تک
اطلاع بھی نہیں ہو سکی، اطلاع ہو بھی گئی تو بھی ایک جہاز
اور اس کے مسافروں کو بچانے کے لیے وہ کر ہی کیا سکتے ہیں۔
اس جہاز کو بچانا اب ہمارے حکام کے بس میں نہیں رہا۔ جہاز
کے اندر بھی حالات انتہائی خراب ہیں، پائلٹ روم میں دونوں
پائلٹوں کے سر پہ ایک دشمن پستول لیے کھڑا ہے، درمیانی دروازے
میں بھی ایک آدمی موجود ہے اور ہمارے آس پاس دو دشمن
ہیں، ان میں سے ایک کے پاس سٹین گن ہے، اب ذرا
غور کرو، اگر ہم قریب کے دو دشمنوں پر کسی طرح قابو بھی پا
لیں، تو دروازے میں کھڑا ٹائیگر ہمیں نشانہ بنا سکتا ہے اور اگر

فرض کیا، ہم کسی نہ کسی طرح ان دو کے ساتھ دروازے والے
پر بھی وار کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو بھی پائلٹ انہی کے
ہاتھ رہے گا، سب کچھ ختم ہوتے دیکھ کر یہ پائلٹوں کو ختم
کر سکتے ہیں اور اس صورت میں ہم سب موت کے گہرے
گڑھے میں جا گریں گے۔ اب تم ہی بتاؤ، کیا کر سکتے ہیں؟"

"یہ چاروں ایک ہی قطار میں بیٹھے ہوئے تھے، جس طرح
ہم ایک قطار میں بیٹھے ہیں۔" فرزانہ نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب! اس سے تمہارا کیا مطلب؟" انسپکٹر جمشید چونکے۔
وہ اتنی دھیمی آواز میں باتیں کر رہے تھے کہ ان کے نزدیک
ترین مسافر کے پلے بھی کوئی بات نہیں پڑ رہی تھی۔ یوں بھی
ایسے میں مسافروں کو بھلا ان سے یا ان کی باتوں سے کیا دلچسپی
ہو سکتی تھی، ان کی تو جان پر بنی تھی۔ انہیں تو موت نظر آ
رہی تھی۔

"کہنے کا مطلب یہ کہ اس قطار میں ان کے علاوہ بھی ایک
آدمی بیٹھا ہے، لیکن یہ شکل اور صورت کے لحاظ سے اپنے ہی
ملک کا جان پڑتا ہے، گویا یہ ان کا ساتھی نہیں، اس کا مطلب
یہ ہے کہ یہ کل چار ہی ہیں۔"

"ہاں! میرا بھی یہی خیال ہے کہ یہ چار ہی ہیں تو پھر۔"
"اگر ہم ان چاروں کو کسی ترکیب سے ایک جگہ جمع ہونے

www.urdukorner.com

پر مجبور کر دیں تو شاید کچھ کام بن جائے۔" اس نے کہا۔

"سوال تو یہ ہے کہ ہم انہیں ایک جگہ جمع کس طرح کر سکتے ہیں۔"

"میں سوچ رہی ہوں، شاید کوئی ترکیب میرے ذہن میں آ جائے۔" فرزانہ بولی۔

"ضرور سوچو۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"مجھے تو اس بے چاری ایئر ہوسٹس مس رعنا، اس کی ساتھیوں اور سٹوارڈوں پر ترس آ رہا ہے۔ خدا جانے ان ظالموں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔" فاروق نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"دے مارا۔" اچانک محمود کے منہ سے نکلا۔

"یا اللہ رحم۔ تم جہاز پر بھی شکار کھیلنے لگے۔" فاروق بولا۔

"ابا جان! میں پیشاب کے بہانے اندر جانے کی کوشش کرتا ہوں، شاید میں مس رعنا اور دوسروں کے بارے میں کچھ معلوم کر سکوں اور اگر میں اس تک پہنچ گیا تو ہو سکتا ہے، اس سے کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے۔"

"بات تو ٹھیک ہے، ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ کچھ نہ کچھ کر ڈالا جائے محمود، چلو شروع ہو جاؤ۔"

"جی بہتر۔" اس نے دبی آواز میں کہا اور پھر قدرے بلند آواز میں کہا۔

"ابا جان! میں..... م..... میں....."

"کیا بات ہے بیٹے۔" انسپکٹر جمشید نے شفقت سے بھرپور آواز میں کہا۔ آواز اتنی اونچی تو تھی ہی کہ کرنل ماہر تک پہنچ گئی۔

"میں پیشاب کرنا چاہتا ہوں۔"

"اوہ۔" انہوں نے فکر مند لہجے میں کہا پھر انہوں نے گردن کرنل ماہر کی طرف گھمائی۔

"کرنل! کیا اس بچے کو پیشاب کرنے کی اجازت ہے۔"

"ہاں! کیوں نہیں، لیکن لیٹرین کی طرف جانے سے پہلے اسے تلاشی دینا ہو گی۔"

"کیوں نہیں..... ضرور۔"

"چلو! آگے آ جاؤ۔" ماہر نے کہا اور محمود اٹھ کر ریڈیو کی طرف چل پڑا۔ قریب پہنچا تو ریڈیو اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور اس کی جیبوں میں جو کچھ بھی تھا، نکال لیا۔ ان چیزوں میں کچھ نقدی، سکول کا کارڈ اور ایک پنسل ٹارچ تھی۔

"ٹھیک ہے، تم پیشاب کرنے جا سکتے ہو، سیدھے چلے جاؤ، دروازے سے گزر کر بائیں ہاتھ لیٹرین ہے۔"

"بہت بہت شکریہ۔" محمود نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ ریڈیو نے پھر مسافروں کی تلاشی شروع کر دی۔ محمود نے دروازہ عبور

www.urdukorner.com

کیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔ اس نے بائیں طرف نظر ڈالی، ٹوائلٹ لکھا نظر آیا۔ دائیں طرف نظر ڈالی، کچن لکھا نظر آیا، وہ دبے پاؤں کچن کی طرف بڑھا۔ دروازہ بند تھا، ہینڈل گھما کر اندر کی طرف دباؤ ڈالا، دروازہ نہ کھلا۔ شاید تالا لگا دیا گیا تھا۔ اس نے تالے کے سوراخ میں سے اندر نظر ڈالی تو مس رعنا اور دوسرے اسے نائیلون کی ڈوری سے بندھے فرش پر پڑے نظر آئے۔ محمود نے بے تابی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے دروازہ کھولا جا سکے، چند لمحے تک وہ کھڑا سوچتا رہا، پھر اچانک اسے ایک خیال آیا، وہ جلدی سے لیٹرین کی طرف گیا، پیشاب کیا اور واپس چل پڑا۔ دروازہ کھول کر درمیانی راستے سے گزرتا وہ اپنی سیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ کرنل ماتھر نے اس کی طرف ایک نظر ڈالی اور پھر روڈیو کی طرف دیکھنے لگا۔ محمود جونہی روڈیو کے پاس سے گزرا، دھڑام سے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

اسے گرتے دیکھ کر روڈیو گھبرا گیا، کرنل ماتھر نے بھی چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا میرے بچے کو؟" بیگم جمشید بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور محمود کی طرف لپکیں۔ ان کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید بھی اٹھے۔

"ٹھہرو، ٹھہرو۔ خبردار!" کرنل ماتھر نے چلا کر کہا۔ لیکن اتنی دیر

میں وہ محمود کے پاس پہنچ چکے تھے، فاروق اور فرزانہ البتہ اپنی جگہوں سے صرف اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"اسے دورہ پڑا ہے، اس قسم کا دورہ اسے پہلے بھی کئی بار پڑ چکا ہے، کیا مسافروں میں کوئی ڈاکٹر ہیں؟"

"ہاں! میں ڈاکٹر ہوں۔" ایک مسافر نے اٹھتے بغیر کہا۔

"تو پھر مہربانی فرما کر یہاں تشریف لے آئیے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن میں کیسے آسکتا ہوں؟" ڈاکٹر کا اشارہ سب کی طرف اٹھی ہوئی سٹین گن کی طرف تھا۔

"کرنل! ہم آپ کے قیدی سہی، لیکن ہمارے بھی کچھ انسانی حقوق ہیں، کیا آپ اجازت نہیں دیں گے کہ ڈاکٹر میرے بچے کو دیکھ لیں، اگر آپ اسے اپنے کام میں رکاوٹ خیال کرتے ہیں تو ہم کچن کی طرف چلے جاتے ہیں۔"

کرنل ماتھر نے فوری طور پر کوئی جواب نہ دیا، ایک دو لمحے تک وہ کچھ سوچتا رہا اور پھر بولا:

"ٹھیک ہے، تم لوگ اس لڑکے کو اٹھا کر دوسری طرف چلے جاؤ اور ڈاکٹر بھی چلے جائیں، لیکن یاد رکھو، اگر تم لوگوں میں سے کسی نے بھی کوئی شرارت کی تو اس کا انجام بہت بھیانک ہوگا، تم دیکھ ہی چکے ہو، پورا جہاز اس وقت ہمارے کنٹرول میں ہے، شرارت کی صورت میں اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ سب

www.urdukorner.com

کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔"

"میں نہیں سمجھتا کہ ان حالات میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے بے چارگی کا اظہار کیا۔

"ٹھیک ہے، تم لوگ کچن میں چلے جاؤ۔"

"لیکن سر! کچن میں تو ایئر ہوسٹسیں اور......" ٹائیگر نے کہنا چاہا، لیکن کرنل ماتھر نے اس کی بات کاٹ دی۔

"کوئی بات نہیں! تم ان لوگوں کو کچن کی چابی دے دو، یہ ایئر ہوسٹسوں کو نہیں کھولیں گے، یوں بھی ان کے ہاتھ پیر کھول دیئے "آپ فکر نہ کریں، ہم اس بچے کو ڈاکٹر صاحب کے معائنے کے بعد واپس یہیں لے آئیں گے اور جتنی دیر وہاں ٹھہریں گے مس رعنا وغیرہ اسی حالت میں پڑی رہیں گی، بھلا ہمیں انہیں کھولنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔"

"ٹھیک ہے روڈیو، ان لوگوں کی تلاشی لے لو، پھر یہ جا سکتے ہیں۔" کرنل ماتھر نے کہا۔

"او کے سر!" روڈیو نے کہا اور جلدی جلدی ان کی تلاشی لینے لگا۔ ان کی جیبیں خالی کرنے کے بعد اس نے کہا۔

"ڈاکٹر کے بیگ میں کچھ دوائیں رہنے دی ہیں، باقی سب چیزیں نکال لی گئی ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ اب تم لوگ کچن میں جا سکتے ہو، میں تمہیں صرف

دس منٹ دیتا ہوں، دس منٹ بعد تم خود بخود واپس آ جاؤ گے۔"

"بہت بہت شکریہ کرنل، آپ کا مشن کچھ بھی ہو، آپ انسانی ہمدردی سے خالی نہیں ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے آواز کو جذباتی بناتے ہوئے کہا۔

"بس اب تم جاؤ۔"

انسپکٹر جمشید نے جھک کر محمود کو کندھے پر اٹھایا اور وہ باورچی خانے کی طرف چل پڑے۔ فاروق اور فرزانہ کچھ سوچ کر وہیں رک گئے تھے۔ انسپکٹر جمشید نے بھی انہیں ساتھ آنے کے لیے نہیں کہا، چنانچہ وہ دوبارہ بیٹھ گئے۔ روڈیو نے پھر سے تلاشی شروع کر دی۔

ادھر انسپکٹر جمشید محمود کو کندھے پر اٹھائے، بیگم جمشید اور ڈاکٹر کو ساتھ لیے درمیانی دروازہ عبور کر گئے۔ کچن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہی انسپکٹر جمشید مس رعنا کی طرف بڑھے اور اس کی رسیاں کھولنے لگے۔ یہ دیکھ کر ڈاکٹر چونکا اور اس نے بوکھلا کر کہا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

---

www.urdukorner.com

وہ چیز

"کیا آپ واقعی ڈاکٹر ہیں؟" انسپکٹر جمشید اس کی طرف مڑے۔
"تو کیا آپ کے خیال میں میں نے جھوٹ بولا تھا؟" اس نے جھلا کر کہا۔
"میں یہی سمجھا تھا کہ شاید آپ نے ہم لوگوں کی چال سمجھ لی ہے اور ہماری مدد کرنے کے لیے یہ کہہ دیا کہ آپ ڈاکٹر ہیں۔"
"نہیں! یہ سچ ہے کہ میں ایک ڈاکٹر ہوں، کیا یہ لڑکا واقعی بے ہوش نہیں ہے؟"
"نہیں! ہم ایئر ہوسٹس سے کچھ مشورہ کرنا چاہتے تھے، تاکہ موجودہ صورتِ حال سے نجات حاصل کر سکیں اور دشمن ملک کے قیدی بننے سے بچ جائیں۔"
"لیکن آپ لوگ کیا کر سکتے ہیں، ایئر ہوسٹس بھی کیا کر سکتی ہے، اس وقت پورا جہاز ان کے کنٹرول میں ہے۔ پائلٹ بھی ان کا حکم ماننے پر مجبور ہیں۔" ڈاکٹر کے لہجے میں مایوسی تھی۔
"آپ کا نام کیا ہے ڈاکٹر؟" انسپکٹر جمشید نے گھڑی کی طرف دیکھتے

ہوئے پوچھا۔
"مجھے ڈاکٹر الیاس کہتے ہیں۔" وہ بولا۔
"دیکھو ڈاکٹر! ہمارے پاس وقت بہت کم ہے، ہمیں صرف دس منٹ کی مہلت دی گئی ہے، اس میں سے تین منٹ ختم ہو چکے ہیں، آپ بس خاموشی سے دیکھتے جائیے۔" یہ کہہ کر وہ ایئر ہوسٹس کی طرف بڑھے۔
"مس رعنا! اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ ایک پستول والا پائلٹوں کے سر پر کھڑا ہے، دوسرا پائلٹ روم کا دروازہ کھول کر سٹین گن لیے کھڑا ہے اور تیسرا سٹین گن لیے باقی تمام مسافروں کو کور کیے ہوئے ہے، چوتھا آدمی مسافروں کی تلاشی لے رہا ہے۔ اور جہاز دشمن ملک کا رخ کر چکا ہے، ہم اپنی منزل سے بالکل مختلف سمت میں جا رہے ہیں، اب یہ بتائیے کہ ان حالات میں ہم کیا کر سکتے ہیں، کوئی ایسی ترکیب کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔" انسپکٹر جمشید جلدی جلدی کہتے چلے گئے۔
"اوہ!" مس رعنا دھک سے رہ گئی اور پھر گہری سوچ میں ڈوب گئی، آخر اس نے سر اوپر اٹھایا اور مایوس آواز میں بولی:
"افسوس! بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں۔"
"بالکل کوئی راستہ نہیں؟" انسپکٹر جمشید بولے۔
"نہیں۔"

www.urdukorner.com

کیا جہاز پر عملے کے پاس کوئی پستول وغیرہ نہیں ہے، جو ادھر ادھر کہیں چھپا کر رکھا ہوا ہو۔"

"مجھے افسوس ہے، جہاز میں ایسا کوئی انتظام نہیں ہوتا، بعض اوقات پائلٹ کو پستول ساتھ لے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ لیکن اس وقت جو پائلٹ جہاز کو چلا رہے ہیں، ان کے پاس کوئی پستول نہیں ہے۔"

"ہوں! خیر! میں پھر بھی مایوس نہیں ہوں گا، اچھا آپ کو اسی طرح بندھے رہنا پڑے گا، البتہ میں رسیاں ڈھیلی باندھ دیتا ہوں تاکہ آپ کو تکلیف کم سے کم ہو۔"

"بہت بہت شکریہ، کم از کم آپ کے آنے سے اتنا تو ہو جائے گا، شاید آپ اسی لڑکے کے والد ہیں، جس نے مجھ سے بہت پیاری پیاری باتیں کی تھیں۔"

"ہاں آپ کا خیال ٹھیک ہے۔"

انہوں نے جلدی جلدی مس لسانا کو باندھا اور دوسروں کی رسیاں بھی ڈھیلی کیں۔ انسپکٹر جمشید نے محمود کو سہارا دیا اور پھر کچن سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔ درمیانی دروازہ کھول کر وہ باہر نکل آئے۔ کرنل ماہتر نے ان کی طرف دیکھ کر کہا:

"ہوش آ گیا اسے، چلو بیٹھ جاؤ اپنی سیٹوں پر۔"

اور وہ اپنی سیٹوں کی طرف چل پڑے۔ روڈیو ابھی تک تلاشی

لے رہا تھا، لیکن صرف چند آدمی باقی رہ گئے تھے۔ دو منٹ میں اس نے اعلان کیا:

"تلاشی مکمل ہو گئی ہے۔"

"بہت خوب! ان سب کی چیزوں میں سے وہ چیز تلاش کرو۔"

"جی بہتر!" روڈیو نے کہا۔

اس نے جہاز کے فرش پر ایک جگہ تھیلا الٹ دیا۔ نقدی اور دوسری چھوٹی موٹی چیزوں کا ایک چھوٹا سا ڈھیر لگ گیا اور روڈیو ان چیزوں کو کریدنے لگا۔ ماہتر بدستور ان کے سروں پر چوکس کھڑا تھا، تاہم بھی ہوشیار نظروں سے باری باری پائلٹ روم کی طرف اور ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اور ان کے ذہنوں میں بار بار یہ وہ چیز گونج رہی تھی، وہ سوچ رہے تھے، یہ وہ چیز کیا ہے جسے تلاش کیا جا رہا ہے۔

○

روڈیو نے پانچ منٹ تک تمام چیزوں کو اچھی طرح دیکھا بھالا اور پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا:

"وہ چیز تو ان چیزوں میں نہیں ہے۔"

"اوہ!" کرنل ماہتر کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔ پھر اس نے تمام مسافروں پر ایک نظر ڈالی اور قدرے بلند آواز میں بولا:

www.urdukorner.com

"تم لوگوں میں سے کیپٹن سوتان کون ہے؟"

"کیپٹن سوتان!" کئی آوازیں ابھریں۔ بہت سے چہروں پر سوال ابھر آیا کہ یہ کیپٹن سوتان کون ہے۔ لیکن جب کسی نے یہ اقرار نہ کیا کہ کیپٹن سوتان کون ہے تو کرنل ماتھر نے غصیلی آواز میں کہا:

"میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمام مسافروں میں سے ایک کیپٹن سوتان ہے اور اسی کے پاس وہ چیز موجود ہے، کیپٹن سوتان! میں تم سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ فوراً اپنے آپ کو ظاہر کر دو اور وہ چیز ہمارے حوالے کر دو، ورنہ تمہاری کم از کم سزا یہ ہو گی کہ تمہیں تلاشی کرنے کے بعد جہاز سے نیچے پھینک دیا جائے گا۔ اگر جان پیاری ہے تو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور کہہ دو کہ تم ہی کیپٹن سوتان ہو۔"

اس سنسنی خیز اعلان کے باوجود کوئی اپنی جگہ سے نہ اٹھا۔ اب تو کرنل ماتھر کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"تم یوں نہیں مانو گے۔ تم خود اپنی موت کو آواز دے رہے ہو۔ کیپٹن تم مجھے نہیں جانتے.... میں وہ ہوں جس سے اچھے اچھے کانپتے ہیں۔ روڈیو۔ تمہیں ایک اور چکر لگانا ہے۔ ان سب کے شناختی کارڈ چیک کرو اور دیکھو کہ ان میں سے کون میک اپ میں ہے، یعنی کارڈ چیک کرتے وقت ان کے چہروں کو بھی ٹٹولتے رہو۔"

"بہت بہتر جناب!" روڈیو نے کہا اور چیزوں کے ڈھیر کو جوں کا توں چھوڑ کر نئے کام میں مصروف ہو گیا۔ اس نے گرج کر کہا!

"تمام لوگ اپنے اپنے کارڈ ہاتھوں میں لے لیں۔"

سب نے اپنے اپنے کارڈ نکالنے شروع کر دیے۔ روڈیو ایک ایک کا کارڈ دیکھتا اور چہرہ ٹٹولتا آگے بڑھنے لگا۔ ان سب کے دل دھک دھک کر رہے تھے۔ آنکھوں میں مایوسی ڈیرے جما رہی تھی۔ دور دور تک بچ نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔

"اب کیا ہو گا۔ ابا جان!" فرزانہ کے منہ سے حسرت زدہ لہجے میں نکلا۔

"میں بھی سوچ رہا ہوں کہ اب کیا ہو گا۔ کیا تم کوئی ترکیب سوچ سکی ہو۔" انھوں نے اپنے مصنوعی کارڈ نکالتے ہوئے کہا۔

"میرا ذہن شاید ناکارہ ہو گیا ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"اچھے موقعے پر ناکارہ ہوا ہے، پہلے کبھی نہ ہوا۔ خیر ابھی میرا اور محمود کا ذہن سلامت ہے۔ ہم کوئی ترکیب سوچ کر دکھائیں گے۔"

"ابا جان! یہ بتائیں کرنا کیا ہے۔" فاروق نے کہا۔

"اگر کسی طرح یہ لوگ ایک جگہ جمع ہو جائیں تو شاید ہم کچھ کر سکتے ہیں۔"

"آپ کا مطلب ہے، پائلٹ روم سے ایم بی جان اور دروازے پر سے جانیگر ہٹ کر کرنل ماتھر کے پاس آ جائیں اور روڈیو بھی؟"

www.urdukorner.com

"ہاں! صرف یہی ایک ترکیب ایسی ہے جس سے ہم کوئی کوشش کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔"

"لیکن سوال یہ ہے کہ ایم بی جان کیوں اپنی جگہ چھوڑنے لگا، ٹائیگر تو شاید کسی طرح ادھر آ بھی جائے۔" محمود بولا۔

"یہی سوچنا تو تمہارا کام ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا آپ کوئی ترکیب سوچ چکے ہیں۔" فاروق نے چونک کر پوچھا۔

"اگر سوچ چکا ہوتا تو تم سے کیوں کہتا۔"

"ایک نیا مسئلہ کیپٹن سوتان کا پیدا ہو گیا ہے۔ آخر یہ کیپٹن سوتان کون ہے۔ اس کے پاس کیا چیز ہے؟"

"ہاں! یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔"

"ابا جان! کچھ بھی ہو، ہم دشمن کی قید میں نہیں جائیں گے، یرغمالی بھی نہیں بنیں گے۔ خدا جانے وہ ہمیں قید کر کے ہمارے ملک سے کیا کیا مطالبات منوانا چاہیں۔" فاروق بولا۔

"یہ کون چاہتا ہے کہ وہ دشمن ملک کا قیدی بنے، لیکن مجبوری سب کچھ کراتی ہے؟"

"نہیں! ہم مجبور نہیں ہیں، ہم ہاتھ پیر ضرور ماریں گے۔" فاروق نے کہا۔

"فاروق! یہ تم بول رہے ہو ... ... کے بیٹے ہیں بھی حیرت تھی۔"

"کیا تمہیں شک ہے؟" فاروق تنک کر بولا۔

"اچھا بھلا تم کیا کرو گے؟" فرزانہ نے جلدی سے پوچھا۔

"بس دیکھتی جاؤ۔" فاروق نے کہا اور بے چینی کے عالم میں سیٹ پر پہلو بدلا۔

"فاروق! کوئی غلط قدم نہ اٹھا بیٹھنا۔" انسپکٹر جمشید نے پریشان ہو کر کہا۔

"لیکن ابا جان! دشمن کی قید میں جانے سے غلط قدم اٹھا بیٹھنا کیا مناسب نہیں ہوتا ہے۔ وہ غلط قدم ہی ہمارے لیے مبارک قدم ثابت ہو جائے۔"

ابھی جواب میں انسپکٹر جمشید کچھ کہہ بھی نہیں پائے تھے کہ رڈیو کی آواز نے انہیں چونکا دیا:

"کرنل! ان میں سے کوئی شخص کیپٹن سوتان نہیں ہے۔"

"کیا کہتے ہو، میری اطلاعات غلط نہیں ہو سکتیں۔ مجھے بہت ہی خاص ذرائع سے یہ اطلاع ملی ہے کہ کیپٹن سوتان اس جہاز پر سوار ہے۔ اگر وہ سوار نہ ہوتا تو شاید ہم اس جہاز کو اغوا کرنے کی کوشش بھی نہ کرتے، یوں سمجھ لو، یہ ایک پنتھ دو کاج والا معاملہ ہے، کیپٹن سے ہم وہ چیز بھی حاصل کر لیں گے اور جہاز بھی مسافروں سمیت اپنے ملک لے جائیں گے، اس طرح ہم ان کے ملک سے ایک مطالبہ منوا سکیں گے اور یہ ایک شاندار کارنامہ ہو گا۔ یعنی اپنے ملک کی خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارا بھی بھلا ہو گا، ورنہ حکومت کی طرف سے ہمیں ایسی کوئی ہدایت نہیں ملی تھی کہ ہم وہ جہاز ہی اغوا کریں جس میں کیپٹن سوتان سفر کر رہا ہو، ہماری حکومت کو تو بس مسافروں سے بھرے ایک جہاز کی ضرورت ہے۔"

www.urdukorner.com

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کیپٹن سوتان کا معاملہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے؟" رومیو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں بالکل.... اور اس چیز سے ہم اتنی دولت حاصل کریں گے کہ ہم نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھی ہوگی"

"اوہ!" رومیو کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ پھر اس نے کہا۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ میں کیپٹن سوتان کو کیسے تلاش کروں، وہ ضرور بہترین میک اپ میں ہے اور شاید اس نے اپنے کارڈ پر میک اپ والی ہی تصویر لگا رکھی ہے"

"ہوں! تمہارا خیال ٹھیک ہے، لیکن جب تک میں سوتان کو تلاش کر کے اس سے وہ چیز نہ حاصل کر لوں، اپنے ملک میں جہاز نہیں اتار سکتا، ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنے ملک کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے نہ صرف کیپٹن کو تلاش کر لیں، بلکہ اس سے وہ چیز بھی حاصل کر لیں"

"ہم کیا کریں، ترکیب آپ بتا دیں، عمل میں کر ڈالتا ہوں"

رومیو نے کہا۔

"ترکیب میں بتائے دیتا ہوں" کرنل ماتھر نے وحشیانہ مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا، پھر مسافروں سے مخاطب ہو کر بولا:

"تم میں سے کوئی دو آدمی کھڑے ہو جائیں"

کوئی مسافر بھی کھڑا نہ ہوا، بس پھٹی پھٹی آنکھوں سے کرنل

ماتھر کو تکتے رہے۔ اس نے غرا کر کہا:

"رومیو! یہ اس طرح نہیں اٹھیں گے، تم ان میں سے کوئی سے دو آدمیوں کو کھڑا کر دو"

رومیو کچھ نہ سمجھنے کے انداز میں ایک قدم آگے بڑھا اور اس نے دو مسافروں کو گریبان سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ ان کے رنگ فق ہو گئے۔ کرنل ماتھر دونوں کو چند لمحے عجیب سی نظروں سے گھورتا رہا پھر سانپ کی طرح پھنکارا:

"تم دونوں میں سے کیپٹن سوتان کون ہے"

"م.... میں.... تو ہرگز بھی سوتان نہیں ہوں" ان میں سے ایک نے تھر تھر کانپتی آواز میں کہا۔

"اور.... نہ میں ہوں"

"ہوں.... خیر میں مانے لیتا ہوں کہ تم دونوں میں سے سوتان کوئی نہیں، رومیو.... ذرا اپنا پستول نکال لو" اس نے رومیو کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"میں نے پستول نکال لیا ہے"

"کیپٹن سوتان! تم ان مسافروں میں موجود ہو، میں جانتا ہوں، اس طیارے میں تمہارے دوست ملک کے باشندے سوار ہیں، میں ان دونوں کو گولی سے اڑانے جا رہا ہوں، لیکن اگر تم نے اٹھ کر یہ کہہ دیا کہ تم کیپٹن سوتان ہو تو انہیں گولی نہیں ماری جائے گی،

www.urdukorner.com

اگر تم میں ذرا بھی انسانی ہمدردی ہے تو فوراً کھڑے ہو جاؤ اور ان دونوں کی جان بچا لو۔" یہ کہہ کر کرنل ماتھر نے چند لمحے تک انتظار کیا، لیکن کوئی آواز سنائی دی، نہ کوئی کھڑا ہوا۔ آخر کرنل ماتھر نے کہا:

"روڈیو! میں تین تک گنوں گا، اگر تین پر بھی کسی نے اپنے کیپٹن سوتان ہونے کا اعلان نہ کیا تو تم ان دونوں کے سروں میں ایک ایک گولی اتار دینا، یاد رہے، تمہاری کوئی گولی ضائع نہ جائے۔"

بہت بہتر! نہیں جائے گی۔" روڈیو کی آواز گونجی۔

"ایک!" کرنل نے پرسکون آواز میں کہا اور دونوں مسافر تھر تھر کانپنے لگے۔ انہوں نے ڈرے ڈرے انداز میں ایک ساتھ کہا:

"نہیں.... نہیں...."

"دو...." کرنل کی آواز نے تمام مسافروں کے ہوش اڑا دیے۔ مسافروں کی حالت اور بھی خراب ہو گئی۔

"تین!" کرنل کے منہ سے نکلا۔

"ٹھہرو! میں کیپٹن سوتان ہوں، میری وجہ سے تم انہیں گولی نہیں مار سکتے۔"

محمود، فاروق، فرزانہ اور بیگم جمشید بری طرح چونکے، کیونکہ یہ جملہ انسپکٹر جمشید نے کہا تھا۔

ایک دو تین

کرنل ماتھر کے ساتھ روڈیو اور ٹائیگر نے بھی ان کی طرف حیران ہو کر دیکھا۔ دوسرے مسافر بھی انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔ آخر کرنل بولا:

"تو تم کیپٹن سوتان ہو۔ اس کا مطلب ہے، تمہارا لڑکا جان بوجھ کر بے ہوش ہوا تھا، تاکہ تم وہ چیز کہیں اندر جا کر چھپا دو۔"

"یہ بات نہیں، تمہارے ساتھی روڈیو نے ہمارے اندر جانے سے پہلے تلاشی لی تھی۔"

"تب تم نے وہ چیز کسی ایسی جگہ چھپا رکھی ہو گی جہاں روڈیو کا خیال نہیں گیا ہو گا اور اب وہ چیز یقیناً کچن یا لیٹرین میں کہیں ہو گی۔ روڈیو، فوراً کچن میں جاؤ، اس کا بغور جائزہ لو اور لیٹرین کو بھی دیکھو، تمہیں وہاں سے وہ چیز برآمد کرنی ہے۔"

"لیکن سر...." روڈیو نے کچھ کہنا چاہا، لیکن کرنل ماتھر نے چیخ کر کہا:

"لیکن ویکن کچھ نہیں، حکم کی تعمیل کی جائے۔"

www.urdukorner.com

"بہت بہتر سر!" اس نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندر کی طرف چلا گیا۔

"کیپٹن سوتان تم نے اچھا کیا، خود اٹھ کر کھڑے ہو گئے، ورنہ دو مسافر اس وقت اپنے ہی خون میں لوٹ رہے ہوتے۔"

"میں یہ کس طرح برداشت کر سکتا تھا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"سر! کیا اس طرح ہمارا وقت ضائع نہیں ہو رہا۔" اچانک ٹائیگر بول پڑا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اگر کیپٹن سوتان کی چھپائی ہوئی وہ چیز ردیو کو نہ ملی تو آپ اس سے پوچھیں گے، کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ آپ پہلے ہی اس سے یہ معلوم کر لیں کہ اس نے وہ چیز کہاں چھپائی ہے۔"

"تم نے ٹھیک کہا، چلو کیپٹن سوتان یہ بتاؤ، تم نے اسے کہاں چھپایا ہے۔"

"افسوس! میں نہیں بتا سکتا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا کہا..... نہیں بتا سکتے، ٹائیگر تم کیپٹن کو زد میں لے لو، اگر یہ منہ سے نہ اگلے تو گولی مار دو۔"

"اس طرح اس کے ساتھ کئی دوسرے آدمی بھی مریں گے، میرے ہاتھ میں مشین گن ہے۔" ٹائیگر نے گویا یاد دلایا۔

"میں جانتا ہوں، تم فکر نہ کرو۔ ہمارے نزدیک ان کی حیثیت چوہوں سے زیادہ نہیں۔"

"کیا کہا..... ہم چوہے ہیں۔" فاروق نے تڑپ کر کہا۔

"خاموش رہو، کیپٹن کے بچے!" کرنل ماتھر نے اسے گھورا۔

"تم کچھ نہ بولو۔" انسپکٹر جمشید نے کچھ سوچ کر اسے ڈانٹا۔

"ہاں تو میں تین تک گنوں گا، اگر تین کے بعد بھی تم نے نہ بتایا تو گولیوں کی بوچھاڑ تمہارا جسم چھلنی کر دے گی۔"

"پروا نہیں!"

"بے وقوف! اگر زندہ نہ رہے تو وہ چیز تمہارے کس کام آئیگی۔"

"میرے نہ سہی! میری قوم کے کام تو آئے گی ہی۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"یہ بھی تمہاری خوش فہمی ہے، جب پورا جہاز ہی ہمارے ملک پہنچنے والا ہے تو وہ چیز تمہاری قوم کے کام کس طرح آئے گی۔"

"میں نے نا امید ہونا نہیں سیکھا، خدا نے چاہا تو یہ جہاز واپس جائے گا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں شاید! ایسا دن خواب میں آ جائے۔" کرنل ہنسا۔

"تم تین تک گنو اور پھر قدرت کا تماشا دیکھو۔"

"میں ایسا ضرور کروں گا، کیونکہ میں نے لوگوں کی گیدڑ بھبکیوں میں آنا نہیں سیکھا۔" کرنل نے کہا اور ساتھ ہی بولا: "ایک۔"

www.urdukorner.com

ایک کے ساتھ ہی ٹائیگر کا جسم تن گیا، اس کی انگلی ٹریگر
پر دباؤ ڈالنے لگی۔ ادھر انسپکٹر جمشید کے آس پاس بیٹھے ہوئے
مسافر چیخنے چلانے لگے۔ اس شور میں کرنل کی آواز پھر گونجی:
"دو۔"
اس کے ساتھ ہی اندر کی طرف سے رومیو کی آواز سنائی دی:
"مجھے افسوس ہے سر! میں اندر وہ چیز تلاش نہیں کر سکا۔"
"کوئی بات نہیں، اب کیپٹن خود بتائے گا کہ اس نے
اسے کہاں چھپایا ہے۔" اس نے کہا پھر ٹائیگر کی طرف دیکھ
کر بولا۔
"تین۔"
تین کے ساتھ ہی مسافروں میں سے ایک مسافر اٹھ کر
کھڑا ہو گیا اور چیخا:
"ٹھہرو! کیپٹن سوتان یہ شخص نہیں، میں ہوں۔"

○

جہاز کے مسافروں نے اس شخص کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔
سب سے زیادہ حیرت انسپکٹر جمشید، محمود، فاروق اور فرزانہ
کو ہوئی، یہ وہی ڈاکٹر تھا جو ان کے ساتھ محمود کو ہوش

میں لانے کے لیے گیا تھا:
"تم ..... ڈاکٹر سوتان تم ہو؟" کرنل ماتھر نے حیران ہو کر کہا۔
"ہاں! میں ہی ہوں اور وہ چیز میں نے واقعی کچن میں
چھپا دی ہے، میں اسی لیے ان لوگوں کے ساتھ گیا تھا۔"
"تت... تو تم ڈاکٹر نہیں ہو۔"
"یہ بات بھی نہیں، میں ایک ڈاکٹر بھی ہوں..... جس طرح
تم ایک پنتھ دو کاج کرنے کا ارادہ رکھتے ہو، اسی طرح میں
نے بھی یہی کیا ہے، اس لڑکے کا علاج کرنے کے ساتھ ساتھ
وہ چیز بھی وہاں چھپا آیا۔" کیپٹن سوتان نے کہا۔
"تو پھر اب یہ بات کیوں بتا دی؟"
"میں اس شخص کو کیسے مرتے ہوئے دیکھ سکتا ہوں جس
نے میرے نام پر قربان ہونے کا فیصلہ کر لیا۔" کیپٹن نے کہا۔
"بہت خوب! تو پھر اب ذرا جلدی سے بتاؤ کہ وہ چیز تم نے
کہاں چھپائی ہے۔"
"کچن میں کافی کے ایک خالی ڈبے میں، اس ڈبے کو نظروں
سے چھپانے کے لیے میں نے بوتلوں کے کریٹوں کا سہارا لیا ہے،
چنانچہ ڈبا تمہیں ان کریٹوں کے درمیان کہیں مل جائے گا۔"
"بہت خوب! رومیو! جلدی کرو، کریٹوں کو ادھر ادھر کر کے
دیکھو اور اگر وہ چیز وہاں موجود ہے تو لے آؤ۔"

www.urdukorner.com

"اوکے سر!" ریڈیو نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا چلا گیا۔

"یہ آخر وہ چیز کیا ہے؟" بیگم جمشید نے چلا کر کہا۔

"خاموش رہو، یہ بات کسی کو نہیں بتائی جا سکتی۔ ٹائیگر..... ادھر کا کیا حال ہے؟"

"ادھر بالکل ٹھیک ہے سر! پائلٹ دم بخود اپنی سیٹوں پر بیٹھے ہیں، جہاز بالکل درست سمت میں جا رہا ہے۔"

"ایم پی جان سے کہو، سمت بتانے والے آلے پر نظر رکھے، کہیں پائلٹ کوئی چال نہ چل جائیں۔" ٹائیگر نے اس کے الفاظ ایم پی جان کے کانوں تک پہنچا دیے۔

"فکر نہ کرو، میں پوری طرح چوکس ہوں، تم جانتے ہی ہو، میں ہوائی راستوں کا ماہر ہوں۔"

"اسی لیے تو تمہیں یہاں کھڑا کیا گیا ہے۔" ٹائیگر نے ہنس کر کہا اور کرنل کو بتایا کہ سب ٹھیک ہے۔

اسی وقت ریڈیو آتا نظر آیا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ آتے ہی بولا:

"کریٹوں کے درمیان کوئی خالی ڈبا نہیں ہے سر! کچن میں کافی کا کوئی خالی ڈبا ہے ہی نہیں۔"

"کیا کہا..... خالی ڈبا ہی نہیں ہے، تو پھر کیپٹن سوتان نے ہمیں چکر دیا ہے، میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"اس طرح تمہیں وہ چیز کبھی نہیں ملے گی۔" کیپٹن سوتان نے پاگلوں کی طرح قہقہہ لگایا۔

"کیا مطلب؟" کرنل چونکا۔

"صرف میں یہ جانتا ہوں کہ وہ چیز کہاں ہے، تم نے مجھے مار دیا تو تمہیں کون بتائے گا اس کے بارے میں۔"

"ہوں تو یہ بات ہے..... ریڈیو، اب ہم کیا کریں؟" کرنل نے پریشان ہو کر کہا۔

"ترکیب میں بتائے دیتی ہوں۔" جہاز میں ایک آواز گونجی۔ سب نے گھوم کر دیکھا، یہ ایک لڑکی تھی.....

"تم ترکیب بتاؤ گی؟" کرنل کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"ہاں! میں سب کی جان بچانے کے لیے ایسا کر رہی ہوں، ترکیب یہ ہے کہ تم میں سے دو آدمی مل کر کیپٹن سوتان کو پہلے رسیوں سے باندھ لیں اور اس کے بعد کسی چاقو کی نوک یا اس قسم کی کسی چیز سے کام لے کر ان سے یہ اگلوا لیں کہ انہوں نے وہ چیز کہاں چھپائی ہے؟" فرزانہ نے پرسکون آواز میں کہا۔

"لڑکی! یہ تم کیا کہہ رہی ہو، میں نے تمہارے باپ کو گولی کا نشانہ بننے سے بچایا اور تم میرے احسان کا یہ بدلہ دے رہی ہو۔"

"مجھے افسوس ہے، میں نے سب مسافروں کو اس جان کنی کی حالت سے بچانے کے لیے یہ ترکیب بتائی ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

www.urdukorner.com

"سر، میرا خیال ہے، ترکیب بہت اچھی ہے۔"

"لیکن اس کے لیے ٹائیگر کو دروازے سے پرے ہٹانا پڑے گا۔" کرنل ماتھر نے کہا۔

"صرف تھوڑی دیر کے لیے، تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے..... کیپٹن سوتان کو بندھوا کر وہ واپس اپنی جگہ چلا جائے گا اور اس کے بعد میں سوتان کے لیے اکیلا ہی کافی ہوں گا۔"

"بہت خوب! ترکیب ٹھیک رہے گی، ٹھیک ہے، اس دوران میں سب کو پوری طرح سٹین گن کی زد میں رکھوں گا۔" آخر کرنل ماتھر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ پھر ٹائیگر سے بولا۔

"چلو ٹائیگر! تم رومیو کی مدد کرو، کیپٹن کو باندھ دو، اس طرح جکڑ دو کہ اس کی صرف زبان حرکت کر سکے۔"

"لڑکی! یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔" کیپٹن سوتان غرایا۔

"مجھے بہت افسوس ہے کیپٹن۔" فرزانہ نے اداس ہو کر کہا۔

ٹائیگر دروازے سے ہٹ کر کرنل کے پاس آیا، اپنی سٹین گن اس کے پاس فرش پر رکھی اور رومیو کے ساتھ کیپٹن سوتان کی طرف بڑھا، اتنی دیر میں رومیو جیب سے نائیلون کی رسی نکال چکا تھا۔

"محمود، فاروق..... فرزانہ نے کام دکھا دیا ہے، اب تمہاری باری ہے۔ یہی وقت ہے، شاید پھر بھی موقع نہ مل سکے۔" انسپکٹر جمشید

نے جلدی جلدی سرگوشی میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں ابا جان!" محمود نے اپنے جوتے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"بہت ہوشیاری کی ضرورت ہے۔" انسپکٹر جمشید نے پریشان ہو کر کہا۔ ساتھ ہی بیگم جمشید کا چہرہ سفید پڑ گیا، کیونکہ آنے والے لمحات موت اور زندگی کے لمحات تھے۔

آن کی آن میں محمود نے ایڑی میں پوشیدہ چاقو نکالا اور پھر اپنے والد کی اوٹ لیتے ہوئے اُسے نوک کی طرف پکڑ کر پوری مہارت سے کرنل ماتھر کی طرف پھینک مارا۔ کرنل اس وقت رومیو اور ٹائیگر کی کارگزاری دیکھ رہا تھا۔ اس کے منہ سے ایک دلدوز چیخ نکلی اور ساتھ ہی فاروق اور انسپکٹر جمشید نے چیتے کی طرح چھلانگ لگا دی۔ انسپکٹر جمشید نے کرنل پر چھلانگ لگائی تھی جبکہ فاروق نے ٹائیگر والی سٹین گن پر۔ سٹین گن اٹھاتے ہی اس نے اس کا رُخ پائلٹ روم کے دروازے کی طرف کر دیا، کیونکہ وہ جانتا تھا، کرنل کی چیخ سن کر ایم بی جان غیر ارادی طور پر ادھر متوجہ ہو گا اور یہی ہوا بھی۔ جونہی فاروق کو ایم بی جان باہر نکلتا نظر آیا، اس نے فائر کھول دیا۔ ایم بی جان فوراً ہی اوندھے منہ گرا۔ کئی گولیاں اس کے سر میں گھس گئی تھیں۔ باقی جہاز کی دیوار سے ٹکرائی تھیں۔ انجن کی طرف کوئی گولی نہ گئی، فاروق

www.urdukorner.com

نے اس کا پہلے ہی خیال رکھا تھا۔

"زندہ باد بہادرو۔ زندہ باد" ایک مسافر جوش سے بے قابو ہو کر چیخا۔

"مہربانی فرما کر خاموش رہیں، یہ عقل اور ہوش سے کام لینے کا وقت ہے" فرزانہ نے بلند آواز میں کہا۔

اس وقت تک انسپکٹر جمشید کرنل کو چاپ چکے تھے اور پھر جونہی روڈیو اور تانیگر کیپٹن سوتان کو چھوڑ کر ان کی طرف بڑھے، فاروق چلا اٹھا:

"خبردار! اگر تم نے اپنی جگہ سے حرکت کی تو انجام ایم بی جان سے مختلف نہیں ہوگا، میرا نشانہ تم دیکھ ہی چکے ہو۔"

دونوں ساکت رہ گئے۔ کرنل میں ابھی کچھ دم خم باقی تھے، وہ برابر خود کو انسپکٹر جمشید کی گرفت سے آزاد کرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اب تمہاری کوشش بے کار ہو گی کرنل" انسپکٹر جمشید نے کہا۔ پھر محمود سے بولے۔

"محمود! پائلٹ سے کہو، جہاز کا رُخ ایک بار پھر اپنی منزل کی طرف کر دیں۔۔۔ اور فرزانہ تم اندر جا کر مس رعنا اور دوسروں کو کھول آؤ، مسٹر روڈیو، انجن کی چابی ہماری طرف اچھال دو۔"

"نہیں اچھالوں گا" روڈیو نے جھلا کر کہا۔

"اگر نہیں اچھالو گے تو تمہارا کرنل اپنے ہاتھ پیر تڑوا بیٹھے گا" یہ کہتے ہوئے انہوں نے کرنل کے دائیں بازو کو موڑنا شروع کر دیا، اس کے حلق سے پہلے تو گھٹی گھٹی چیخیں نکلیں، پھر اس نے چلا کر کہا:

"روڈیو! کیا پاگل پن ہے، آخر چابی نہ دے کر ہمیں کیا فائدہ پہنچ جائے گا"

اور روڈیو نے چابی جیب سے نکال کر ان کی طرف اچھال دی، ان میں سے کسی نے چابی کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا، صرف فرزانہ نے جھپٹ کر چابی اٹھائی اور درمیانی راستے سے نہایت ہوشیاری سے گزرتی چلی گئی۔ اس نے کوشش کی تھی کہ روڈیو اور تانیگر اسے آڑے نہ آ سکیں۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو یہ احتیاط نہ کر سکتی۔ یہ دیکھ کر روڈیو اور تانیگر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"میرا خیال ہے، یہ عام لوگ نہیں ہیں" روڈیو کے منہ سے نکلا۔

"عام نہیں تو خاص ہوں گے" محمود نے پائلٹ روم سے پلٹتے ہوئے کہا۔ پھر انسپکٹر جمشید سے بولا:

"دونوں پائلٹ بہت خوش ہیں اور انہوں نے جہاز کا رُخ تبدیل کر دیا ہے۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔ اب ہم پہلے ان لوگوں کو باندھیں گے" یہ کہتے ہوئے انسپکٹر جمشید نے کرنل کی کنپٹی پر ایک زوردار ہاتھ رسید کیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ وہ اسے چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

www.urdukorner.com

میں چند مسافروں سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ ان لوگوں کو جکڑ لیں، رسی کیبن میں سے مل جائے گی۔" انسپکٹر جمشید نے بلند آواز میں کہا۔

فوراً ہی پانچ چھ آدمی اٹھے اور کیبن کی طرف چلے گئے۔ پانچ منٹ بعد ان سب کو باندھا جا چکا تھا۔

"اور اب ہم پھر آزادانہ سانس لے سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے پرمسرت لہجے میں کہا۔ اس وقت وہ سب لوگ اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ چکے تھے۔ صرف انسپکٹر جمشید اس جگہ کھڑے تھے جہاں تھوڑی دیر پہلے کرنل ماسٹر کھڑا تھا۔ ان کے ہاتھ میں ابھی تک ایک ٹیلی گن تھی۔ ایسے میں انہوں نے کیپٹن سوتان سے سوال کیا۔

"کیپٹن! کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ چیز کیا ہے جس کے لیے یہ لوگ اتنے بے چین تھے۔"

"مجھے افسوس ہے، میں نہیں بتا سکتا۔"

"کیوں؟ کیا یہ کوئی بہت بڑا راز ہے؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم! یہ راز ہے، یا کیا ہے، میں دراصل کیپٹن سوتان نہیں ہوں۔"

قید کا سفر

کیپٹن سوتان کے جملے پر سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ خود کو تھوڑی دیر پہلے کیپٹن سوتان بتانے والا اب یہ کہہ رہا تھا کہ وہ کیپٹن سوتان نہیں ہے۔

"اگر آپ کیپٹن سوتان نہیں ہیں تو پھر کیا ہیں اور آپ نے یہ کیوں کہا تھا کہ آپ کیپٹن سوتان ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے بغور انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے یہ کہہ کر آپ کی جان بچانے کی کوشش کی تھی کیونکہ مجھے خوف محسوس ہوا تھا کہ ماسٹر گولی چلا دے گا۔"

"اوہ! اس کا مطلب ہے، اصلی کیپٹن سوتان ابھی تک چپ چاپ بیٹھے ہیں اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کون سے ہیں اور کہاں بیٹھے ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"بالکل یہی بات ہے۔"

"آپ حضرات میں سے جو کوئی بھی کیپٹن سوتان ہیں، مہربانی فرما کر خود کو ظاہر کر دیں، تاکہ ہم اس الجھن سے نجات پا سکیں۔" انسپکٹر

www.urdukorner.com

جمشید نے اعلان کیا، لیکن ان کے اعلان پر بھی کوئی نہ اٹھا، کسی نے یہ نہ کہا کہ میں سوتان ہوں۔ یہ دیکھ کر انسپکٹر جمشید کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ انھوں نے تمام مسافروں پر ایک نظر ڈالی اور پھر فیصلہ کن لہجے میں بولے:

"اگر کیپٹن سوتان اٹھ کر کھڑے نہیں ہوں گے تو یہ جہاز اپنی منزل کی طرف نہیں جائے گا۔ اس صورت میں یہ واپس جائے گا، ہم اپنے ملک جا کر ہی یہ فیصلہ کریں گے کہ آپ میں سے کیپٹن سوتان کون ہے اور وہ ہمارے ملک سے کیا چیز لے جا رہا ہے۔"

یہ الفاظ انھوں نے کافی غصیلی آواز میں کہے تھے، لیکن ان کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔

"ٹھیک ہے، محمود! تم پائلٹ سے کہو، وہ جہاز کو واپس اپنے ملک لے چلے، پہلے ہم ان لوگوں کو قانون کے حوالے کریں گے اور پھر یہ فیصلہ کریں گے کہ ان لوگوں میں سے کیپٹن سوتان کون ہیں اور ان کے پاس کیا چیز ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ ہمارے ملک کی کوئی قیمتی چیز اڑا کر لے جا رہے ہوں، اگر ایسا نہیں ہے تو انہیں اپنے آپ کو ظاہر کر دینا چاہیے تھا۔"

محمود پائلٹ روم کے دروازے کی طرف بڑھا، لیکن اوندھے منہ گرا۔ ساتھ ہی انسپکٹر جمشید کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی۔ انھوں نے آنکھیں پھاڑ کر کرنل ماتھر کو دیکھا۔ اس کے ہاتھوں اور پیروں سے

بندھی رسیاں جہاز کے فرش پر پڑی تھیں اور مشین گن ہاتھ میں لیے وہ مسکرا رہا تھا۔

سب دم بخود رہ گئے۔ آن کی آن میں پانسہ پھر پلٹ گیا تھا، عجیب ترین بات یہ تھی کہ کرنل ماتھر جو بے ہوش تھا اور جسے رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا، آخر کس طرح ہوش میں آنے کے بعد رسیوں سے آزاد ہو گیا تھا۔

"تمہاری قسمت تک تمہارا ساتھ نہیں دے رہی ہے دوستو، یہ جہاز اغوا ہو گا اور ضرور اغوا ہو گا اور ہم کیپٹن سوتان کو بھی ڈھونڈ کر دکھائیں گے، اس سے وہ چیز بھی حاصل کریں گے.... ہاتھ اوپر اٹھا دو دوست، میں نے مانا تم بہت تیز ہو، بہت چالاک ہو، لیکن مجھ سے زیادہ نہیں... مس رعنا! ذرا میرے ساتھیوں کے ہاتھ پیر کھول دو، میں جانتا ہوں، تمہیں ایسا کرتے ہوئے تکلیف ہو گی، لیکن کیا کیا جائے۔ یہ کام تمہیں کرنا ہی ہو گا۔" کرنل ماتھر کہتا چلا گیا۔

مس رعنا نے سوالیہ نظروں سے انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو۔ اب میں کیا کروں، پھر انکے ہاتھ اٹھے دیکھ کر خاموشی سے آگے بڑھی اور روڈیو کے ہاتھ کھولنے لگی۔ اس کے بعد تانیگر کی طرف بڑھی اور اس کے ہاتھ بھی کھول ڈالے:

"سر! اتنی جلدی دوبارہ کامیابی مبارک ہو۔" تانیگر نے خوشی

www.urdukorner.com

ہو کر کہا۔

"فوراً پائلٹ روم میں پہنچو، انہیں ابھی یہ معلوم نہیں کہ یہاں کیا تبدیلی واقع ہو چکی ہے، ان سے کہو، واپس اسی زاویے پر موڑ لیں" کرنل ماتھر نے ٹائیگر سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں، میں ایم بی جان کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گا" اس نے پائلٹ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اور تم بھی فکر نہ کرو، ہم ایم بی جان کا انتقام ان لوگوں سے ضرور لیں گے" کرنل ماتھر بولا۔

ٹائیگر نے سٹین گن فرش پر سے اٹھائی اور ایم بی جان کی لاش کے اوپر سے ہوتا ہوا اندر چلا گیا۔ فوراً ہی انہوں نے جہاز کا رخ تبدیل ہوتے محسوس کیا۔

"قید کا سفر ایک بار پھر شروع ہو چکا ہے، اب تم لوگ کیا کہتے ہو دوستو!" کرنل ماتھر نے انسپکٹر جمشید کو طنز بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا:

"مجھے حیرت صرف اس پر ہے کہ تم رسیوں سے کس طرح آزاد ہو گئے" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ بھی ایک راز ہے، بالکل اسی طرح جس طرح یہ راز ہے کہ کیپٹن سوتان کون ہے، وہ کیا چیز لے جا رہا ہے" کرنل ماتھر ہنسا۔

"یہ تو خیر تم جانتے ہو کہ وہ کیا چیز لے جا رہا ہے، لیکن یہ تمہیں واقعی معلوم نہیں کہ ان مسافروں میں سے کیپٹن سوتان ہے کون"

"ہوں! اب تم اپنا تعارف کراؤ، تم کون ہو، کم از کم تم عام آدمی تو نہیں ہو، جس طرح تم اور تمہارے بچے حرکت میں آئے تھے، ایک عام آدمی کے بس کی بات نہیں"

"میرا نام جان کر کیا کرو گے، اپنا کام کرو" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

روڈیو ان کی طرف مڑا اور ان کی جیب میں سے شناختی کارڈ نکال کر اس پر لکھا ہوا نام پڑھا۔

"جمشید احمد"

"جمشید احمد..." کرنل ماتھر بڑبڑایا، پھر قدرے حیران ہو کر بولا:

"اور ان بچوں کے نام کیا ہیں؟"

روڈیو نے محمود فاروق اور فرزانہ کی جیبوں سے ان کے کارڈ نکال لیے اور نام پڑھے۔

"محمود احمد، فاروق احمد، فرزانہ!"

"محمود، فاروق، فرزانہ اور جمشید! اف میرے خدایا... کیا میں انسپکٹر جمشید کے سامنے کھڑا ہوں، یقیناً یہ وہی ہیں، اس قسم کا کارنامہ ان کے اور ان کے بچوں کے سوا دکھا بھی کون سکتا ہے..... ٹائیگر، روڈیو، یہ انسپکٹر جمشید اور ان کے بچے ہیں، اب میں یقین سے کہہ سکتا ہوں" کرنل ماتھر نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

www.urdukorner.com

"اوہ!" رومیو اور ٹائیگر کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ جہاز میں چند لمحوں تک موت کی خاموشی طاری رہی۔ آخر کرنل نے پھر کہا۔

"کیا میں غلط کہہ رہا ہوں انسپکٹر!"

"تمہارا خیال ٹھیک ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"لیکن اس وقت شاید تم لوگ ہلکے قسم کے میک اپ میں ہو؟" وہ بولا۔

"ہاں! ہم جب بھی سفر پر نکلتے ہیں، ہلکا سا میک اپ کر لیتے ہیں، تاکہ لوگوں کی تیز نظروں سے محفوظ رہیں، ورنہ لوگ ہمیں گھورنے لگتے ہیں، کیا تم مجھے بتاؤ گے، کیپٹن سوتان کیا چیز جہاز میں لے جا رہا ہے؟"

"مجھے افسوس ہے، میں یہ راز نہیں بتا سکتا۔"

"لیکن تم اس چیز کے بارے میں اپنے افسران کو کیا جواب دو گے؟" انسپکٹر جمشید نے اچانک سوال کیا۔

"کیا مطلب؟" کرنل ماتھر بری طرح چونکا۔

"میں فرض کر لیتا ہوں کہ تم کیپٹن سوتان کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور اس سے وہ چیز بھی حاصل کر لو گے، پھر جہاز کو اپنے ملک لے جاؤ گے، وہاں ہمیں یرغمال بنا لیا جائے گا، آخر وہاں کے کچھ افسران ہم سے ملاقات کے لیے تو آئیں گے نا!

جب ہم انہیں بتائیں گے کہ کرنل ماتھر نے اپنے ملک سے غداری کی ہے، اس نے جہاز میں ایک مسافر سے کوئی اہم چیز حاصل کی اور پھر اسے کسی کے ہاتھ بیچ دیا ہے، حکام کو اس بات کا علم ہو گا تو لازمی بات ہے، وہ کرنل ماتھر کو بلائیں گے اور اس سے جواب طلب کریں گے، کرنل ماتھر کو یہ سوچ لینا چاہیے کہ اس وقت ان کا کیا جواب ہو گا، کہیں ایسا نہ ہو، اس جہاز کو اغوا کرنے کے باوجود، وہ مجرم قرار دے دیے جائیں۔"

انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے، کرنل ماتھر کی پیشانی پر پسینہ چمک اٹھا، شاید اس نے اس پہلو پر بالکل غور نہیں کیا تھا، اور غور کرنا بھی کیسے، یہ تو اسے اب معلوم ہوا تھا کہ جہاز پر انسپکٹر جمشید جیسے لوگ سفر کر رہے ہیں۔ بہت دیر تک اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔ آخر اس نے کہا۔

"یہ میرا اور میرے ملک کا معاملہ ہو گا، دیکھا جائے گا۔ تم اپنی فکر کرو۔"

"اب میں اپنی کیا فکر کروں! ایک بازی پہلی شخص کامیاب ہو رہی تھی، لیکن ذرا سی چوک ہو گئی اور پانسہ پلٹ گیا۔ پہلے تو تم یہ نہیں جانتے تھے کہ ہم لوگ کون ہیں، اب جب کہ جان گئے ہو، ہم کیا کر سکیں گے۔" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں مایوسی تھی۔ محمود، فاروق، فرزانہ اور بیگم جمشید نے انہیں حیران ہو کر دیکھا۔ مسافروں میں شدید بے چینی کی

www.urdukorner.com

لہر دوڑ گئی۔

ان کے منہ سے یہ الفاظ سن کر کرنل ماسٹر روڈیو کی طرف مڑا اور بولا:

"روڈیو! اب جب کہ جہاز پھر ہمارے ملک کا رُخ کر چکا ہے، ہمیں اپنا کام وہیں سے شروع کر دینا چاہیے جہاں سے شروع کیا تھا:

"میں سمجھا نہیں کرنل" روڈیو نے کہا۔

"ان میں سے دو مسافروں کو کھڑا کر دو۔"

روڈیو فوراً ہی سمجھ گیا کہ کرنل کیا چاہتا ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر دو مسافروں کو کھڑا کر دیا۔ یہ پہلے والے نہیں تھے۔

"کیپٹن سوتان! میں ایک بار پھر تم سے مخاطب ہوں..... میں تمہیں اتنا ظالم نہیں سمجھتا کہ تم ان مسافروں کو باری باری ختم ہوتے دیکھ سکو گے، میں ان دونوں مسافروں کو نشانہ بنانے کا حکم دینے لگا ہوں، اگر تم نے اٹھ کر یہ اعلان نہ کیا کہ تم ہی کیپٹن سوتان ہو تو گولیاں ان کے دماغ میں گھس جائیں گی:

چند سیکنڈ رکنے کے بعد اس نے کہا:

"روڈیو! اگر نہیں سکینڈ تک کیپٹن سوتان نہ بولیں تو اکتیسویں سیکنڈ پر ان دونوں کو اپنے پستولوں سے گولی مار دینا:

"او کے سر!" اس نے کہا اور گھڑی پر نظریں جما دیں۔

ہر شخص اپنی گھڑی پر نظریں جما چکا تھا، ہر ایک کا دل دھک

دھک کر رہا تھا۔ وہ مسافر جو کھڑے تھے اور جن کی موت کا حکم سنا دیا گیا تھا، ان کی حالت ردی تھی۔ ان کی ٹانگیں اس طرح کانپ رہی تھیں جیسے بید کی چھڑیاں، ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز گونجی:

"کرنل! کیپٹن سوتان کو تلاش کرنے کا یہ طریقہ کچھ مناسب نہیں، میں تمہیں اس سے بہتر طریقہ بتا سکتا ہوں:

"میں اس پر ضرور عمل کروں گا، لیکن شرط یہ ہے کہ طریقہ کامیاب ثابت ہو:

"ناکام ہونے پر سب سے پہلے میں گولی کا نشانہ بننا منظور کرتا ہوں:" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تو ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ روڈیو ٹھہر جاؤ، پہلے ہم انسپکٹر جمشید کا طریقہ سن لیں:"

"یہ کوئی لمبا چوڑا طریقہ نہیں کرنل۔ تم مجھے اجازت دو، میں ایک ایک مسافر کے پاس جاؤں گا، اس کا چہرہ ٹٹولوں گا اور تمہیں بتا دوں گا کہ ان میں سے کیپٹن سوتان کون ہے، اگر کیپٹن سوتان ان لوگوں میں موجود ہے اور میک اپ میں ہے تو میں سو فیصد یقین سے کہتا ہوں کہ اسے ضرور تلاش کر دوں گا:"

"تمہاری بات دل کو لگتی ہے، چلو شروع کرو، تم دونوں بیٹھ جاؤ:" کرنل نے پہلے ان سے اور پھر کھڑے ہوئے مسافروں سے کہا۔

www.urdukorner.com

اب ایک نئی سنسنی کی لہر مسافروں میں دوڑ گئی، ہر کوئی یہ سوچ رہا تھا کہ دیکھیں، ان میں سے کیپٹن سوتان کون ہے اور اس کے پاس وہ کیا چیز ہے۔ اور اس طرح ان میں سے اکثر کے ذہن سے کچھ لمحوں کے لیے یہ بات بھی نکل گئی کہ وہ دشمن ملک کے قیدی بننے والے ہیں۔

انسپکٹر جمشید نے ایک ایک مسافر کے چہرے کو ٹٹولنا شروع کیا۔ میک اپ زدہ چہرے کو پہچان لینے کا انہیں ملکہ حاصل تھا، اسی لیے انہوں نے یہ تجویز پیش کی تھی، تاکہ بے گناہ مسافر نہ مارے جائیں، یہ بات وہ جان چکے تھے کہ کیپٹن خود کو ظاہر نہیں کرے گا۔ اگر اس کے دل میں رحم ہوتا تو ضرور پہلی مرتبہ ہی اٹھ کھڑا ہوتا جب اس کی جگہ وہ ڈاکٹر اٹھا تھا، اس سے رحم دل تو وہ ڈاکٹر تھا۔ وہ آگے بڑھتے رہے، اس وقت تک انہیں کسی چہرے پر میک اپ کے آثار نظر نہیں آئے تھے۔ وہ اس ڈاکٹر کے قریب سے بھی گزر گئے، اسے دیکھنے کی تو ضرورت ہی نہیں تھی، ایک ایک کرکے انہوں نے تمام مسافروں کے چہروں کو دیکھ ڈالا، آدھ گھنٹے بعد وہ واپس پلٹے اور بولے:

"کرنل ماتھر تمہارا خیال غلط ہے، ان مسافروں میں تو کوئی شخص میک اپ میں ہے ہی نہیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" کرنل ماتھر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ جن مسافروں کو میں نے چیک کیا ہے، اُن میں سے کسی نے میک اپ نہیں کر رکھا، یہ اور بات ہے کہ کیپٹن سوتان تمہارے ساتھیوں میں سے یا پائلٹوں میں سے کوئی ہو۔"

"میرے ساتھیوں میں سے کیپٹن سوتان کے ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، رہ گئے پائلٹ تو ذرا تم پائلٹ روم میں جا کر دیکھ آؤ۔" کرنل ماتھر نے کہا۔

"اچھی بات ہے، میں انہیں بھی چیک کیے لیتا ہوں۔"

"ٹائیگر! انسپکٹر جمشید اندر آ رہے ہیں، انہیں پائلٹوں کو چیک کرنے دو۔"

"او کے سر!"

انسپکٹر جمشید پائلٹ روم میں داخل ہو گئے۔ ان کی واپسی میں دو منٹ لگے۔ ان کے چہروں پر ایک مایوسانہ مسکراہٹ تھی۔ آتے ہی بولے:

"نہیں کرنل! دونوں پائلٹوں میں سے کسی کے چہرے پر میک اپ نہیں ہے۔"

"ہوں!" اس نے کہا اور ایک نظر پائلٹ روم کے دروازے پر ڈالی، ٹائیگر دوسری طرف منہ کیے کھڑا نظر آیا۔ ادھر سے بے فکر ہو کر اس نے انسپکٹر جمشید کے چہرے پر نظریں جما دیں:

"تمام مسافروں کے چہرے چیک ہو چکے ہیں، لیکن دو آدمیوں

www.urdukorner.com

کے ابھی تک چیک نہیں کیے گئے۔"

"کس کس کے، میرے خیال میں تو میں نے سبھی کو چیک کر لیا ہے۔" انسپکٹر جمشید حیران ہو کر بولے۔

"ڈاکٹر اور خود تم ابھی رہتے ہو، تم نے ڈاکٹر کا چہرہ شاید اس لیے چیک نہیں کیا کہ اس نے خود کو پہلے کیپٹن سوتان بتایا تھا اور بعد میں کہا کہ وہ کیپٹن سوتان نہیں ہے، اس سے پہلے وہ تمہارے ساتھ کچن میں بھی جا چکا ہے، اور خود تم نے بھی اپنے چہرے کا جائزہ لینے کا موقع نہیں دیا، کیونکہ تم تو خود چیک کر رہے تھے، کیا خبر تم انسپکٹر جمشید نہ ہو، دراصل کیپٹن سوتان ہو۔" کرنل ماتھر کہتا چلا گیا:

"بہت خوب! پھر اب تم کیا چاہتے ہو۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"پہلے تو اس ڈاکٹر کے چہرے کو غور سے دیکھو، اس کے بعد میں تمہارے چہرے کا جائزہ لوں گا۔"

"بہت بہتر!"

انسپکٹر جمشید نے کہا اور ڈاکٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ اس کے قریب پہنچ کر انہوں نے چہرے کا بغور جائزہ لیا اور اس سے بولے:

"آپ کا نام کیا ہے ڈاکٹر؟"

"مجھے ڈاکٹر ارماس کہتے ہیں۔"

"ارماس! ہوں، میری وجہ سے آپ کو بہت زحمت ہوئی۔"

"کوئی بات نہیں، اس میں آپ کا کیا قصور۔" وہ اداس انداز میں مسکرایا۔ انسپکٹر جمشید کرنل کی طرف مڑے اور بولے:

"یہ بھی کیپٹن سوتان نہیں ہیں، اب تم میرے چہرے کو دیکھ لو، میں کہہ چکا ہوں کہ ہلکے قسم کے میک اپ میں ہوں، اگر تم کہو تو میں اپنا میک اپ اتار دوں،.... میری اصل شکل سے تو تم واقف ہی ہو۔"

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔"

انسپکٹر جمشید نے اپنا ہلکا پھلکا میک اپ اتار دیا اور اب وہ صاف انسپکٹر جمشید نظر آنے لگے، یہ دیکھ کر کرنل ماتھر نے کہا:

"یہ ٹھیک ہے، تم انسپکٹر جمشید ہی ہو، لیکن پھر کیپٹن سوتان کہاں گیا، میری اطلاعات غلط نہیں ہو سکتیں۔"

"ہو سکتا ہے، وہ جہاز پر سوار نہ ہو سکا ہو۔"

"میرے آدمی نے آخری اطلاع یہی دی تھی کہ کیپٹن سوتان جہاز پر سوار ہو چکا ہے۔" کرنل بولا۔

"کیا اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ کس قسم کے میک اپ میں ہے۔"

"نہیں! اس نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی، نہ میں نے پوچھا، میرا خیال تھا کہ ہم فوراً اسے تلاش کر لیں گے۔" کرنل ماتھر نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پھر چونک کر بولا۔

www.urdukorner.com

"خیر! بہت جلد ہم اپنے ملک کے صدر مقام کے ایئرپورٹ پر اتر جائیں گے، اب یہ چیکنگ وہیں ہو گی، اپنی ذات کے لیے نہ سہی، اپنے ملک کے لیے ہی سہی، میں اپنے ملک کے افسروں کو بتا دوں گا کہ ان مسافروں میں سے ایک کیپٹن سوتان ہے، اس کے پاس ایک بہت قیمتی چیز ہے، اس چیز کو جہاز میں بھی تلاش کیا جائے گا۔ امید ہے ہم اسے تلاش کر لیں گے۔"

"اس کا مطلب ہے، ایک حد تک تمہیں کیپٹن سوتان نے شکست دے دی ہے۔"

"نہیں! میں آخر دم تک شکست ماننے والا نہیں ہوں، ابھی تقریباً آدھ گھنٹا باقی ہے، میں اس آدھ گھنٹے میں ایک آخری کوشش اور کروں گا، شاید تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ رومیو، تم میری شین گن سنبھالو، اپنا پستول جیب میں رکھ لو، میں خود سب کے چہروں کو دیکھوں گا، دولت حاصل کرنے کا آخری موقع گنوانا نہیں چاہتا۔"

"او کے سر!" رومیو نے کہا اور راستے سے باہر نکل کر شین گن سنبھال لی۔ کرنل ماہر نے جلدی جلدی چہروں کو ٹٹولنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ ڈاکٹر تک پہنچ گیا، وہ اس کے چہرے پر جھکا اور بغور جائزہ لیتا رہا۔ آخر اس نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا:

"آخر میں نے کیپٹن سوتان کو تلاش کر ہی لیا!"

وہ سب چونک اٹھے، لیکن انسپکٹر جمشید کے چہرے پر حیرت کے کوئی آثار دکھائی نہ دیے تو محمود، فاروق اور فرزانہ کی حیرت اور بڑھ گئی، محمود سے رہا نہ گیا، پوچھ ہی بیٹھا:

"ابا جان! کیا آپ پہلے ہی جان چکے تھے کہ کیپٹن سوتان یہی ہیں۔"

"ہاں! ابھی کچھ دیر پہلے ہی مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

---

www.urdukorner.com

نوٹ بک

"ہاں تو کیپٹن سوتان تم اپنی سیٹ سے اٹھ کر آگے آجاؤ، رومیو، تم اپنے پستول کی نالی اس کی کنپٹی پر رکھ دو، اب ہمارے پاس وقت بالکل نہیں ہے، فوراً انھوں نے بتا دیا تو ٹھیک ورنہ انہیں زندہ رکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔"

"ایک منٹ جناب! ہم یہ دل دوز منظر نہیں دیکھ سکیں گے، اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم ذرا کچن تک ہو آئیں، بہت بھوک لگی ہے۔"

کرنل ماتھر نے ان کی طرف دیکھا، چند لمحوں کے لیے کچھ سوچا اور پھر بولا:

"ٹھیک ہے، میں بھی نہیں چاہتا کہ تم یہ خوفناک منظر دیکھو۔"

تینوں اٹھے اور درمیانی راستے سے ہو کر کچن کی طرف چلے گئے۔ رومیو نے جیب سے پستول نکالا اور کیپٹن سوتان کی کنپٹی پر رکھ دیا۔

"ہاں کیپٹن! میں صرف اس چیز کا پتا جاننا چاہتا ہوں، میں جانتا ہوں، تم نے وہ کچن میں کہیں چھپا دی ہے اور اس لیے

تم ان لوگوں کے ساتھ ڈاکٹر بن کر گئے تھے، ورنہ ڈاکٹری سے تو تمہیں دور کا بھی واسطہ نہیں۔"

"چلو یہی سہی! میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں ڈاکٹر نہیں، کیپٹن سوتان ہوں، جیت کا پتا اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یوں بھی تم اپنے ملک کے صدر مقام تک پہنچنے والے ہو اور اس حساب سے میرا ملک بہت دور رہ گیا ہے، میں ہار گیا ہوں کرنل! میں ہار گیا ہوں، مجھے کیا معلوم تھا کہ اس جہاز پر یہ واقعات پیش آئیں گے، اگر ذرا بھی بھنک پڑ جاتی تو میں ہرگز اس جہاز پر سوار نہ ہوتا۔"

"یہاں تم غلطی پر ہو، مجھے میری حکومت نے ان کے ملک کا ایک مسافر بردار جہاز اغوا کرنے کا حکم دیا تھا؛ انھوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ خاص طور پر کونسا جہاز اغوا کرنا ہے، تمہارے بارے میں مجھے بہت دنوں سے اطلاعات مل رہی تھیں، چنانچہ میں نے ایک تیر سے دو شکار کرنے کا منصوبہ بنا لیا، اب بتاؤ، وہ چیز کہاں ہے؟"

"کچن میں!" کیپٹن سوتان نے جواب دیا۔

"کچن میں: یہ تو میں بھی جانتا ہوں، یہ بتاؤ کچن میں کہاں ہے؟"

"اگر جانتے تھے تو پھر تم نے انسپکٹر جمشید کے بچوں کو

www.urdukorner.com

وہاں کیوں جانے دیا؟" کیپٹن سوتان نے پوچھا۔

"انھوں نے بھی اندر جانے کی اجازت اسی نظریے سے لی تھی، لہذا وہ جب اس چیز کو تلاش کر کے یہاں آئیں گے تو ہم ان سے حاصل کر لیں گے" کرنل ماتھر ہنسا۔

"بہت خوب! اور اگر وہ بھی اسے تلاش نہ کر سکے تو؟"

"تو تم بتا دو۔"

"مجھے افسوس ہے، وہ چیز میں نے اپنے ملک کے لیے حاصل کی تھی، میں اسے تمہارے حوالے نہیں کر سکتا، مرتے دم تک میں یہ کام نہیں کروں گا۔"

"ٹھیک ہے، تمہاری مرضی، اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ رومیو، اسے اگلے جہاں بھیج دو۔"

رومیو کا ہاتھ ٹریگر پر دباؤ ڈالنے لگا۔ اس وقت کیپٹن سوتان کی پرسکون آواز سنائی دی:

"جہاز کے مسافرو! میں اپنے وطن کے لیے جان دے رہا ہوں، اگر کبھی میرا کوئی ہم وطن تمہیں ملے تو اس سے یہ ضرور کہہ دینا......"

"کرنل! میں سمجھتا ہوں، اس کی ضرورت نہیں۔" اچانک انسپکٹر جمشید درمیان میں بول اٹھے۔

"کس کی؟" کرنل نے چونک کر پوچھا۔

"کیپٹن کو ہلاک کرنے کی، اس سے تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا، ویسے بھی یہ ہمارا مجرم ہے، اگر اس نے ہمارے ملک کی کوئی چیز چرائی ہے تو اسے سزا دینے کا حق بھی ہمیں پہنچتا ہے۔"

"لیکن تم تو اب میرے ملک کے قیدی بننے والے ہو، تم اسے سزا کس طرح دے سکو گے، تمہاری طرف سے یہ سزا اسے میں دے رہا ہوں، کیا یہ بہتر نہیں۔"

"میں اسے بہتر نہیں سمجھتا، ابھی تم اس جہاز کو اپنے ایئرپورٹ پر نہیں اتار سکے، اگر اتارنے میں کامیاب ہو جاتے ہو تو پھر میں کچھ نہیں کہوں گا۔"

"ہوں! اس وقت سٹین گن میرے ہاتھ میں ہے، میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔"

"میں پھر بھی اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔" انسپکٹر جمشید نے کندھے اچکائے۔

اسی وقت کرنل ماتھر نے رومیو کو اشارہ کر دیا اور جہاز میں ایک بار پھر گولی کا دھماکا گونج اٹھا۔ کیپٹن سوتان دھڑام سے گرا اور تڑپنے لگا۔ کئی مسافروں کی چیخیں نکل گئیں۔

"رومیو! اب تم فوراً کچن کے دروازے پر جاؤ اور اس کے سوراخ پر آنکھ لگا دو، تاکہ معلوم ہو۔" انسپکٹر جمشید کے سپوت

www.urdukorner.com

کیا کر رہے ہیں۔"

"او کے سر!" اس نے کہا اور دبے پاؤں اندر کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ اسی وقت کرنل ماتھر نے بلند آواز میں کہا۔

"میرے دوستو! میری گھڑی بتا رہی ہے کہ اب تم بہت جلد میرے وطن کی سرزمین پر اترنے والے ہو، میرے ملک کی عظمت کو سلام کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ، جس نے مجھ جیسے آدمی پیدا کیے ہیں جو تمہارے ملک سے ایک جہاز مسافروں سمیت یہاں تک لے آئے ہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس نے پائلٹ روم کے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر بری طرح چونکا۔

○

تینوں کچن میں داخل ہوئے۔ فاروق اور فرزانہ کے منہ بنے ہوئے تھے۔ جونہی محمود نے کچن کا دروازہ اندر سے بند کیا، فاروق نے تلملا کر کہا۔

"لو کھا لو جو کھانا ہے، بہت بھوک لگ رہی تھی نا تمہیں۔"

"ہاں لگ رہی تھی۔" محمود نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"تو کھاؤ، روکا کس نے ہے۔" فرزانہ نے بھی کاٹ کھانے کے انداز میں کہا۔

"میرا خیال ہے، تم دونوں کو مجھ پر بہت غصہ آ رہا ہے، حالانکہ غصہ کرنے والی کوئی بات نہیں۔"

"بات کیوں نہیں! ہم وہاں رہ کر ضرور کچھ کر سکتے تھے۔ یہاں آ کر ہم نے وقت ہی ضائع کیا ہے۔" فاروق نے کہا۔

"خیال اپنا اپنا.... سنو، میرا خیال ہے، کیپٹن سوتان نے وہ چیز ضرور کچن میں کہیں چھپا دی ہے، اب یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ وہ ڈاکٹر نہیں، کیپٹن سوتان تھا جو ہمارے ساتھ یہاں آیا تھا، اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ صرف اس لیے ہمارے ساتھ آیا تھا کہ وہ چیز یہاں چھپا دے۔"

"لیکن کیپٹن سوتان سمیت سب کی تلاشی لی گئی تھی، پھر وہ کس طرح اس چیز کو چھپا کر یہاں لانے میں کامیاب ہو سکا۔" فرزانہ نے اعتراض کیا۔

"یہ تو وہی بتا سکے گا۔" محمود بولا۔

"بشرطیکہ وہ ہمارے واپس جانے تک زندہ رہا، کرنل ماتھر اس کی جان کے درپے ہے۔"

"خیر چھوڑو، ہم جس کام کے لیے یہاں آئے ہیں، جلد از جلد اسے کر ڈالنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ جہاز دشمن ملک کے ایئرپورٹ پر اتر جائے اور ہم ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں۔"

"ٹامک ٹوئیاں مارنا ہماری پرانی عادت ہے، اب بھی مار لیں

www.urdukorner.com

گے تو کیا فرق پڑ جائے گا"۔ فاروق مسکرایا۔

"تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ دشمن ملک میں نہ جانے ہمارے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے"۔ محمود بولا۔

"ہاں خاص طور پر ہم لوگوں کے ساتھ، ہم نے تو انہیں نہ جانے کتنا نقصان پہنچایا ہو گا، وہ گن گن کر بدلے لیں گے"۔

"خدا ہماری مدد کرے گا، ہم نے جو کچھ کیا، اپنے ملک کے لیے کیا ہے، اپنی ذات کے لیے نہیں کیا ہے"۔

"ہوں! یہ بھی ٹھیک ہے، پھر بھی میں نے ان مظالم کے بارے میں سن رکھا ہے جو دشمن ملک ان کے خلاف کام کرنے والے جاسوسوں پر توڑتے ہیں اور اس وقت ہماری حیثیت بھی ایسی ہے"۔ محمود نے کہا۔

"دیکھو بھائی، ہمیں ڈرانے کی کوشش نہ کرو، ہمارے دل پہلے ہی بہت کمزور ہیں"۔ فاروق نے کہا۔ "اور دوسرے تمام مسافروں کے دل بھی کچھ خاص طاقت ور نہیں ہیں، ہمیں تو ان بیچاروں کے بارے میں سوچ رہا ہوں، وہ سب غریب تو ناحق ہی پھنس گئے"۔

"اللہ ان کی بھی مدد فرمائے"۔

"آمین! آج تم پر دعائیں مانگنے کا بھوت تو سوار نہیں ہو گیا"۔ فاروق بولا۔

"دیکھو بھائی! ان حالات میں مذاق نہ ہی کرو تو بہتر ہے، بس ذرا اپنی تلاش کی رفتار تیز کرو"۔

"اچھا"۔ فاروق نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔

تینوں تیزی سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگے۔

"کیپٹن سوتان جب ہمارے ساتھ یہاں آیا تو میں اس وقت جھوٹ موٹ کا بے ہوش تھا، آنکھیں بند نہیں اور ابا جان اس وقت مس رعنا کی طرف متوجہ تھے، امی جان کو ان باتوں کا اتنا تجربہ نہیں، اسی لیے اس نے موقع پا کر وہ چیز چھپا دی۔ مصیبت یہ ہے کہ ہمیں اس چیز کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں کہ وہ کیا ہے، کیسی ہے، کیسی جسامت کی ہے، اگر یہ معلوم ہوتا تو تلاش آسان ہو جاتی، اب یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہم اسے دیکھ رہے ہوں اور سوچ بھی نہ سکتے ہوں کہ یہی وہ چیز ہے"۔ محمود فلسفیانہ انداز میں کہتا چلا گیا۔

"تو پھر تلاش کرنے سے بہتر یہ ہو گا کہ پہلے ہم یہ سوچ لیں کہ وہ کیا چیز ہو سکتی ہے"۔ فرزانہ نے مشورہ دیا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے، یا تو وہ کوئی مائکرو فلم ہے، یا دستاویز ہے یا پھر کوئی ایجاد..... کسی سائنس دان کی ایجاد"۔ فاروق نے کہا۔

www.urdukorner.com

" بالکل ٹھیک خیال ہے ، وہ کوئی ایسی ہی چیز ہو سکتی ہے "
تینوں ایک بار پھر سرگرمی سے تلاش میں مصروف ہو گئے۔
اچانک فرزانہ کی نظر خشک خوراک کے ایک ڈبے پر پڑی۔
یہ ڈبا دوسرے ڈبوں کی قطار سے کچھ آگے نکل آیا تھا۔ فرزانہ نے جلدی سے ڈبا نکالا ، پاس ہی پڑے ایک کپڑے سے اس کا ڈھکنا نکالا ، اس نے دیکھا ، سیل ٹوٹی ہوئی تھی اور ڈبا پہلے ہی کھولا جا چکا تھا ، ڈھکنا ہٹتے ہی اسے ڈبے کے اندر ایک چیز نظر آئی ، البتہ ڈبے میں کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی۔

محمود اور فاروق بھی ڈبے پر جھک گئے ، اس میں ایک چھوٹی سی نوٹ بک رکھی تھی۔ ابھی انھوں نے نوٹ بک کو ڈبے میں سے نکالا ہی تھا کہ باورچی خانے کے دروازے پر دستک ہوئی تینوں زور سے چونکے ، محمود نے فوراً نوٹ بک اسی ڈبے میں رکھی ، اس کا ڈھکنا بند کیا اور اسے ڈبوں کی قطار میں رکھ دیا۔ پھر فاروق کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا۔ دروازہ کھلتے ہی ان کی نظر روڈیو پر پڑی۔

وہ پستول ہاتھ میں لیے اندر آ رہا تھا۔

تم ہار گئے ہو

" ٹائیگر ! تمھیں کیا ہو گیا ہے ، اتنی دیر سے تم پاملٹوں کی طرف منہ کیے کھڑے ہو ، پہلے تو کم تم نے دروازہ کی چوکھٹ سے لگا رکھی تھی اور دونوں طرف دیکھ رہے تھے ، پھر اب کیا بات ہے " کرنل ماتھر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔
ٹائیگر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ اب تو کرنل ماتھر بوکھلا گیا۔
اس نے چیخ کر کہا :
" ٹائیگر ! کیا بات ہے ، تم بولتے کیوں نہیں "
اس بار بھی جواب نہ ملنے پر تو اس کا حال بُرا ہو گیا ، وہ تمام احتیاطوں کو بھول کر پائلٹ روم کے دروازے کی طرف جھپٹا۔ انسپکٹر جمشید بھلا اس موقعے کو کس طرح ضائع کر دیتے ، جب کہ ان کے پیچھے روڈیو بھی موجود نہیں تھا۔ انھوں نے چیتے کی تیزی سے چھلانگ لگائی اور کرنل ماتھر پر جا پڑے۔ کرنل ماتھر کا منہ اس وقت پائلٹ روم کی طرف تھا ، لہٰذا وہ منہ کے بل زمین پر آیا۔ دوسرے ہی لمحے انسپکٹر جمشید نے اپنا دایاں ہاتھ سٹین گن پر جا دیا۔ یہ دیکھ

www.urdukorner.com

کر بیگم جمشید نے بھی بلا کی پھرتی دکھائی ، اٹھیں اور ان کی طرف لپکیں اور پھر انھوں نے شین گن کرنل ماتھر کے ہاتھ سے چھین لی۔

"شکریہ بیگم ! یہ کام کیا ہے تم نے": انسپکٹر جمشید خوش ہو کر بولے۔

اسی وقت کرنل نے زور لگایا اور انسپکٹر جمشید کے اوپر آ رہا، یہ دیکھ کر بیگم جمشید بوکھلا اٹھیں۔

"کیا میں اس کے سر پہ شین گن دے ماروں ؟"

"نہیں بیگم ! ابھی تم زور سے نہ مار دو اور یہ جان نہ دے دے": انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا اور پھر ان کے دونوں پیر کرنل کے سر کی طرف تیزی سے آتے نظر آئے۔ دوسرے ہی لمحے دونوں پیروں نے اس کے سر کو جکڑ لیا۔ جہاز کے مسافروں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ کرنل دونوں پیروں کے ساتھ اس طرح اوپر اٹھتا چلا گیا تھا جیسے کرین کسی چیز کو اٹھا لیتی ہے اور پھر انھوں نے ٹانگوں کو جو جھٹکا دیا تو کرنل جہاز کی دیوار سے جا ٹکرایا، ابھی اٹھ کر سنبھلا نہ تھا کہ انسپکٹر جمشید نے سٹین گن اپنے ہاتھ میں لے لی۔

"بس بیگم، تمہارا کام ختم ہوا ، تم اپنی سیٹ پہ بیٹھ کر تماشا دیکھو": انھوں نے بیگم سے کہا اور وہ مسکراتی ہوئی سیٹ کی طرف چلی گئیں۔

"اب تم اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو ۔"

"ٹائیگر ! تمھیں کیا ہو گیا ہے ، کیا تم سو گئے ہو": کرنل دھاڑا۔

"اب تم نے ٹھیک اندازہ لگایا ، ٹائیگر واقعی سو گیا ہے، لیکن ہمیشہ کی نیند ، اب وہ کبھی نہیں جاگ سکے گا ۔ مجھے اندر بھیجنا تمھاری سب سے بڑی غلطی تھی ، ایک آدمی پر قابو پانا بھلا میرے لیے کیا مشکل تھا ، میں نے ٹائیگر پر قابو پایا اور اس کا گلا گھونٹ دیا ، پھر اسسٹنٹ پائلٹ کو یہ ہدایت دی کہ وہ ٹائیگر کی کمر دروازے کی طرف کر کے کھڑا رکھے ، تاکہ تم یہی سمجھتے رہو کہ ٹائیگر چوکس کھڑا ہے ، ادھر میں نے پائلٹ کو یہ ہدایت دی کہ غیر محسوس طور پر جہاز کا رخ اپنے ملک کی طرف کرتا چلا جائے ، چنانچہ اس وقت ہم سیدھے اپنے ملک کی طرف جا رہے ہوں گے ، بلکہ شاید داخل بھی ہو چکے ہوں اور آدھ گھنٹے تک اس ایئرپورٹ پر اتر سکیں گے جس سے اڑے تھے۔ تمہارا سارا منصوبہ چوپٹ ہو گیا کرنل ، اب اپنا سر جہاز کی دیوار پہ دے مارو۔"

"لیکن جناب.... ابھی اس کا ساتھی روڈیو باقی ہے": ایک مسافر نے گویا یاد کرایا۔

"ہاں ! مجھے یاد ہے ، میں ابھی اس کا بندوبست کیے دیتا ہوں ، چلو کرنل ، پائلٹ روم کے دروازے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ، تم نے کوئی حرکت کی ، نہیں اور گولیوں سے تمہارا جسم چھلنی ہوا نہیں":

کرنل نے فوراً حکم کی تعمیل کی ۔ انسپکٹر جمشید نے نالی اس کی کمر

www.urdukorner.com

سے لگا کر دوسرے ہاتھ سے اس کی پتلون کی جیبوں کی تلاشی لی اور ایک پستول نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ پھر وہ درمیانی راستے سے چلتے ہوئے اندرونی دروازہ کے پاس دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے اور روڈیو کا انتظار کرنے لگے۔ روڈیو جو محمود، فاروق اور فرزانہ کی نگرانی کرنے گیا تھا۔ سب کی نظریں اس طرف جم گئیں جس طرف سے روڈیو کو آنا تھا۔ یہ دیکھ کر انسپکٹر جمشید پریشان ہو گئے۔ انہوں نے کہا!

اس طرح تو اسے تبدیلی کا احساس ہو جائے گا، آپ لوگ سیدھے بیٹھیں اور نظریں کرنل کی کمر پر جما دیں۔ اس جگہ سے کرنل کے ہاتھ نظر نہیں آ رہے ہیں لہٰذا روڈیو یہی سمجھے گا کہ وہ سٹین گن لیے کھڑا ہے۔"

سب نے ان کی ہدایت پر عمل کیا۔ انسپکٹر جمشید نے سٹین گن کو لاٹھی کی طرح پکڑ لیا اور بالکل تیار کھڑے ہو گئے۔

○

"آئیے روڈیو صاحب! آپ کس طرح تشریف لائے۔ ہم تو خود ہی واپس آنے والے تھے۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"میں یہ دیکھنے چلا آیا تھا کہ تم یہاں کیا کرنے آئے ہو۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"کرنا کرانا کیا تھا، بس کچھ کھانے پینے آئے ہیں۔"

"تو کھا پی چکے؟" اس نے پوچھا۔

"ابھی کہاں، ابھی تو ہم کھانے کی چیز تلاش کر رہے تھے۔"

"اور اس ڈبے میں بھی تمہیں کھانے کی کوئی چیز نہیں ملی؟" روڈیو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کون سے ڈبے میں؟" روڈیو نے آگے بڑھ کر پستول کی نالی اس ڈبے سے چھو کر کہا جس میں انہیں نوٹ بک نظر آئی تھی۔

"اس ڈبے میں بھی کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔" فرزانہ نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ذرا دیکھیں تو سہی، اس میں کچھ ہے کہ نہیں۔" یہ کہتے ہوئے روڈیو نے ڈبا بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا، پھر اسے کرسی سے کھول کر اندر جھانکا۔

"بہت خوب، جس چیز کی ہمیں تلاش تھی وہ یہاں ہے، بھئی واہ!" وہ خوش ہو کر بولا۔

"ارے روڈیو صاحب! آپ کو اس ڈائری کی ضرورت تھی، آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا، آپ پہلے بتا دیتے تو ہم یہ ڈائری کب کی آپ کے حوالے کر دیتے۔"

"بہت بہت شکریہ! چلو اب چلیں۔" اس نے ڈائری جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

www.urdukorner.com

" ہم تو اسے نوٹ بک سمجھتے تھے۔"

" نوٹ بک سمجھو یا ڈائری، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

" لیکن جناب! اس میں ہے کیا؟"

" پتا نہیں کیا ہے، یہ تو کرنل کو ہی معلوم ہوگا۔"

" خیر! چلو کرنل صاحب سے معلوم کر لیں گے۔" محمود نے کہا۔

" ہاں! آؤ میرے ساتھ۔" اس نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ محمود نے آؤ دیکھا نہ تاؤ سر کو اس کی کمر کی سیدھ میں رکھ کر دوڑ لگا دی، لیکن رومیو اس سے پھرتیلا ثابت ہوا، اس سے پہلے کہ وہ اس کی کمر سے ٹکراتا، وہ پلٹ پڑا، نہ صرف پلٹ پڑا، بلکہ ترچھا بھی ہو گیا اور محمود اپنی ہی جھونک میں دروازے کی طرف چلا، تاہم وہ بھی وقت پر سنبھل گیا اور اس نے ہاتھ آگے کر دیے، ورنہ اس کا سر دروازے سے ضرور ٹکراتا۔

محمود کا وار خالی جاتے دیکھ کر فاروق اور فرزانہ دونوں دم بخود رہ گئے، کیونکہ اب پستول کی نالی ان کے سامنے تھی۔

" یہ کیا حرکت تھی۔" رومیو نے مڑ کر محمود کو گھورا۔

" میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ کتنے طاقت ور ہیں۔" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

" پھر دیکھ لیا؟"

" صرف یہ دیکھ سکا ہوں کہ آپ کتنے پھرتیلے ہیں، لیکن طاقت کا اندازہ ابھی نہیں لگ سکا، لگ بھی کیسے سکتا ہے، آپ کے ہاتھ میں پستول ہے، آپ ہم سے بڑے بھی ہیں، کیا پدی کیا پدی کا شوربا والی بات ہے۔"

" اوہو تو یہ بات ہے، تم لوگ مجھ سے مقابلہ کرنے پر تلے ہو، خیر آؤ، تم بھی کیا یاد کرو گے۔" یہ کہہ کر اس نے پستول جیب میں رکھ لیا۔

فاروق نے اس کی طرف قدم بڑھایا:

" میرا خیال ہے، میں اکیلا ہی ان سے مقابلہ کیے لیتا ہوں، اگر میں شکست کھا گیا تو تم آگے آ جانا۔" فاروق نے محمود اور فرزانہ سے کہا۔

" ٹھیک ہے، ہمیں کوئی اعتراض نہیں، لیکن اگر تم مار کھانے لگے تو ہم سے دیکھا نہیں جا سکے گا۔" فرزانہ نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا۔

" اس صورت میں تم آنکھیں بند کر لینا۔"

" یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم مقابلہ نہ دیکھیں۔"

" اچھا بھائی! تو پھر یوں کرنا کہ ایک آنکھ بند کر لینا، تاکہ تم مجھے مار کھاتے نہ دیکھ سکو اور دوسری آنکھ کھول لینا تاکہ لڑائی سے محروم نہ رہو۔"

www.urdukorner.com

"بھئی واہ! کتنی شاندار ترکیب بتائی ہے، گویا فرزانہ کے کان
کتر ڈالے ہیں۔" محمود ہنسا۔
"ہیں — نہیں تو۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔
"اچھا اب بنو نہیں، مقابلہ کرو، رومیو تمہارے وار کا
انتظار کر رہا ہے۔"
"اوہ! تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔" اس نے چونک کر
کہا اور پھر رومیو کے بالکل سامنے جا کھڑا ہوا۔
رومیو چند لمحے تک اسے مذاق اڑانے والے انداز میں دیکھتا
رہا پھر اس کی طرف ایک ایک قدم بڑھنے لگا۔ اچانک اس نے
دائیں ہاتھ کا مکا فاروق کے جبڑے پر مارا، فاروق بجلی کی
سرعت سے نیچے جھک گیا اور سر کی ٹکر اس کے پیٹ میں
رسید کی، رومیو تلملا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔
"ویری گڈ فاروق! کمال کی پھرتی تھی۔"
"شکریہ! اتنی بھی تعریف نہ کر بیٹھنا کہ میں پھول کر کپا
ہو جاؤں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ اس کے ان الفاظ کے
ساتھ ہی رومیو نے اس پر تابڑ توڑ حملہ کر دیا۔ فاروق بوکھلا
کر پیچھے ہٹا اور پھر جھکائی جو دی تو رومیو دیوار سے ٹکرایا۔
ں پھر گیا تھا، فاروق نے اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا، مکوں
ور لاتوں پہ رکھ لیا۔ لیکن وہ بھی شاید فولاد کا بنا ہوا تھا۔ فاروق

کے مکوں اور لاتوں سے اس کا کچھ بھی نہ بگڑا۔
"بھئی محمود، یہ تو مکا پروف لگتا ہے۔" فرزانہ نے پریشان
ہو کر کہا۔
"فاروق، ایسی جگہوں پر مکے مارنے سے کام نہیں چلے گا، ناک
کو نشانہ بناؤ۔" محمود نے اسے مشورہ دیا۔ رومیو یہ سن کر غرایا اور
ایک زور دار مکا فاروق کی کنپٹی پر رسید کیا، لیکن فاروق ایک
پیر پر گھوم گیا اور جب چکر کاٹ کر دوبارہ اس کے سامنے
ہوا تو اس کا مڑتا ہوا مکا رومیو کی ناک پر لگا، دوسرے
ہی لمحے وہ چکرایا اور فرش پر گرا۔
"میرا خیال ہے، ہمیں جلد از جلد اسے باندھ لینا چاہیے، ادھر
نہ جانے کیا حالات ہوں۔" فرزانہ نے کہا۔
رومیو کو باندھنے، نوٹ بک اور پستول پر قبضہ کرنے کے
بعد انہوں نے کچن کا دروازہ باہر سے بند کیا۔ پھر دروازے
کی طرف بڑھے، جونہی انہوں نے دروازہ کھولا، چونک اٹھے۔
محمود نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فاروق اور فرزانہ کو آگے بڑھنے
سے روک دیا۔
"ابا جان! کیا آپ دیوار کے پیچھے ہیں۔"
"ہاں! شاید تم رومیو پر قابو پا چکے ہو۔" انسپکٹر جمشید خوش ہو
کر سامنے آ گئے۔

www.urdukorner.com

"جی ہاں! آپ نے ٹھیک سمجھا، اس کا مطلب ہے، یہاں بھی حالات ہمارے مطابق ہیں۔"

"ابھی ایک کانٹا رہتا ہے۔ تم سامنے آ کر چوکس کھڑے ہو جاؤ، میں ذرا کرنل ماتھر سے دو دو باتیں کر لوں۔"

یہ کہہ کر وہ درمیانی راستے سے ہوتے ہوئے آگے آ گئے اور کرنل سے بولے:

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کرنل! تم رسیوں سے کس طرح آزاد ہو گئے تھے؟"

کرنل نے کوئی جواب نہ دیا، منہ پھلائے کھڑا رہا۔

"دیکھو کرنل! خاموشی تمہارے حق میں بہتر ثابت نہیں ہو سکے گی، پانسہ ایک بار پھر پلٹ چکا ہے اور اب تمہاری کوئی پیش نہیں جائے گی۔ کیپٹن سوتان سے تم جو نوٹ بک حاصل کرنا چاہتے تھے، وہ بھی اب ہمارے قبضے میں ہے اور ہم فوراً یہ معلوم کر لیں گے کہ اس میں کیا ہے۔ جہاز اب ہمارے ایئرپورٹ پر پہنچنے والا ہے، زیادہ سے زیادہ بیس منٹ کا سفر باقی ہو گا، ان حالات میں تم کیا کر سکتے ہو، تم اپنی شکست تسلیم کر لو۔"

"کرنل ماتھر نے کبھی اپنی ہار نہیں مانی۔" اس نے پرغرور لہجے میں کہا۔

"بہت بہتر! کیا جہاز میں تمہارا کوئی اور ساتھی بھی موجود ہے؟" انسپکٹر جمشید نے سوال پوچھا۔

"نہیں!" اس نے کہا۔

"اس جہاز کے مسافروں کو قیدی بنا کر تمہارا ملک کیا مطالبہ منظور کرانا چاہتا تھا؟"

"میں تمہارے اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔" وہ بولا۔

"خیر! میں تمہیں بتا دیتا ہوں، پچھلے دنوں تمہارے ملک کے تیس جاسوس ہمارے ملک میں ایک سازش کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں۔ ان کے بارے میں رپورٹ بھی موصول ہوئی ہے کہ وہ بہت ہی خوفناک قسم کے جاسوس ہیں اور تمہارے ملک کے لیے انہوں نے بہت بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیے ہیں، شاید تم اس جہاز کے مسافروں کے بدلے میں ان تیس جاسوسوں کا مطالبہ کرو گے، کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ ہاتھ آئے ہوئے جاسوس پھانسی کی سزا سے تو کم کے حق دار ہیں نہیں، اب تمہارا ملک ان کی وجہ سے بوکھلایا ہوا ہے۔"

"ہو سکتا ہے، تمہارا اندازہ درست ہو۔" کرنل ماتھر نے برا سا منہ بنایا۔

www.urdukorner.com

"ہو سکتا نہیں، درست بات یہی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"خیر! میں مانے لیتا ہوں، یہی بات تھی، لیکن ۔۔۔۔ اب کیا ہو سکتا ہے، اب تو سب کچھ ختم ہو گیا۔" ان کے لہجے میں حسرت تھی۔

"تم نے یہ نہیں بتایا، تم رسی سے کس طرح آزاد ہو گئے تھے۔"

"شاید رسی ڈھیلی رہ گئی تھی، دوسرے یہ کہ میں بے ہوش نہیں ہوا تھا، جان بوجھ کر بے ہوش بن گیا تھا، رسی کچھ ڈھیلی بندھی، میں پیچھے ہی پیچھے ہاتھوں کو حرکت دیتا رہا، یہاں تک کہ رسی اور ڈھیلی ہو گئی اور میرے ہاتھ اس میں سے نکل آئے۔ اس سے تفصیل بتائی۔"

"بہت خوب! گویا تمہارا کوئی اور ساتھی جہاز پر نہیں ہے۔" انسپکٹر جمشید نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر جہاز پر میرا کوئی ساتھی موجود ہوتا تو اس وقت تک وہ حرکت میں نہ آ چکا ہوتا۔"

"ہوں! تم ٹھیک کہتے ہو۔" انہوں نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے کرنل ماتھر اور روڈیو کی طرف قدم بڑھایا اور پستول کا ایک ایک بٹ ان کے رسید کر دیا۔ وہ تیورا کر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔ اب جہاز کے مسافروں میں زندگی کے آثار

نظر آنے لگے تھے۔ چہروں پر رونق واپس آ رہی تھی، کچھ مسافر بے ہوش مسافروں کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے، ایسے میں ایک آواز جہاز کے اندر ابھری۔ پہلے پہل لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کے کان بجے ہیں، لیکن پھر وہ یہ یقین کرنے پر تیار ہو گئے کہ انہوں نے جو کچھ سنا تھا، وہ واقعی اس شخص نے کہا تھا جو مسافروں کے درمیان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ الفاظ ادا کیے اگرچہ کئی سیکنڈ گزر چکے تھے، تاہم ابھی تک ان کے کانوں میں گونج رہے تھے:

"تم ہار گئے ہو انسپکٹر جمشید!"

---

www.urdukorner.com

خوفناک لمحے

خود انسپکٹر جمشید بھی ان الفاظ کو سن کر حیران ہوئے بغیر نہیں رہے تھے۔ محمود، فاروق اور فرزانہ کو بھی یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان کے کانوں نے دھوکا کھایا ہو، بیگم جمشید کو پہلا خیال یہ گزرا کہ یہ الفاظ کہنے والے کا ضرور دماغ چل گیا ہے۔ انہوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس شخص کو دیکھا، پہلی نظر اس کے چہرے پر ڈالتے ہی وہ چونکے بغیر نہیں رہ سکے تھے۔

اس کے ہاتھوں میں کوئی ہتھیار نہیں تھا، اس کے باوجود وہ یوں تنا کھڑا تھا جیسے اس کے پیچھے پوری فوج اسلحہ لیے کھڑی ہو۔ اس کے چہرے پر ایک ایسی مسکراہٹ تھی جو صرف فتح پانے والوں کے چہروں پر نظر آسکتی ہے۔ آخر انسپکٹر جمشید نے فکر مند لہجے میں کہا:

"تم کیا کہنا چاہتے ہو دوست، میں کس طرح ہار گیا ہوں۔"

"تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے۔" اس نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کیا۔

"یہی کہ تمہارا دماغ خراب ہے، ہم اپنے دشمنوں پر مکمل طور پر قابو پا چکے ہیں۔ جہاز اب دوبارہ ہمارے ملک کے ایئرپورٹ پر اترنے کے قریب ہے، پائلٹ اس وقت تک ایئرپورٹ کے حکام کو وائرلیس پر ساری صورتِ حال بتا چکا ہوگا اور حکام نے جہاز کے اترنے کے لیے رن وے صاف کرا دیا ہوگا۔ جہاز جونہی نیچے اترے گا۔ اسے فوجی جوان گھیرے میں لے لیں گے اور اغوا کرنے والوں کو گرفتار کر لیا جائے گا، پھر ان کا انجام بھی ان تیس جاسوسوں سے مختلف نہیں ہوگا جن کے لیے اس جہاز کو اغوا کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ پھر تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ میں ناکام ہو گیا ہوں، میرے خیال میں تو اتنی شاندار فتح مجھے بہت کم موقعوں پر حاصل ہوئی ہوگی۔" انسپکٹر جمشید رکے بغیر کہتے چلے گئے۔

"اس کے باوجود میں یہی کہوں گا کہ تم ہار گئے ہو۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"اس صورت میں میں یہ ضرور جاننا پسند کروں گا کہ تم یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہو۔" انسپکٹر جمشید جھلا کر بولے۔ پھر کچھ خیال آنے پر کرنل ماتھر کی طرف مڑے:

"کیوں کرنل! کیا یہ شخص تمہارا ساتھی ہے۔"

کرنل ماتھر بھی اس شخص کو اس وقت تک آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھتا رہا تھا۔ انسپکٹر جمشید کے الفاظ سن کر اس نے کھوئے کھوئے

www.urdukorner.com

انداز میں کہا:

"میں انہیں جانتا ہوں، لیکن مجھے یہ بات نہیں معلوم تھی کہ یہ اس جہاز پر سوار ہیں، نہ میں نے ان کے چہرے کو اس وقت تک غور سے دیکھا تھا.... لیکن ان کے اٹھنے پر غور سے دیکھا ہے تو معلوم ہوا، یہ تو میرے ملک کی ایک بہت مشہور ہستی ہیں۔"

"بہت خوب! تو یہ بات ہے، اسے تم لوگوں کے کام کی نگرانی پر لگایا گیا تھا، لیکن خفیہ طور پر، اس کے بارے میں تم لوگوں کو کوئی اطلاع نہیں تھی، اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ مجھے ناکام کس طرح قرار دے رہے ہیں، ویسے کرنل...... ان کا نام کیا ہے۔"

"کرنل میرا نام نہیں بتائے گا، میرا نام میرے منہ سے ہی سنو، مجھے میجر جنرل واٹرمین کہتے ہیں۔"

"اوہو! تم تو شیطان کی طرح مشہور ہو جنرل..... میں نے تمہارا بہت ذکر سنا ہے، ہاں تو تم کیا کر رہے تھے، ذرا پھر سے تو کہنا۔" انسپکٹر جمشید نے کسی قدر حیران ہو کر کہا۔

"یہی کہ تم ہار گئے ہو، اب یہ جہاز کبھی تمہارے ملک کے ایئرپورٹ پر نہیں اتر سکے گا، تمہارا یہ خواب ادھورا رہ جائے گا۔ یہ دیکھو، میرے پیر کے ساتھ ایک ننھا سا بم بندھا ہے، پاؤں میری سیٹ کے ساتھ لگا ہوا ہے، بس اس بم کو سیٹ

سے ٹکرانے کی دیر ہے، پھر یہ جہاز تیر کی طرح نیچے جائے گا اور تمام مسافروں کے ساتھ بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی چور چور کر کے رکھ دے گا، بس یہی آخری حربہ تھا، یہی چیز لے کر میں اس جہاز پر سوار ہوا تھا، جب کہ میرا خیال تھا کہ اس کی کوئی ضرورت پیش نہیں آئے گی، کیونکہ مجھے کرنل ماتھر پر پورا پورا بھروسہ تھا اور یہ کامیاب بھی ہو گئے تھے۔ اگر اس جہاز پر تم سوار نہ ہوتے تو اس وقت تک شاید ہم اپنے ملک میں اتر بھی چکے ہوتے اور تم سب قیدی ہوتے، لیکن برا ہو اس گھڑی کا جب تم جہاز میں سوار ہوئے، اس پر بھی میں آخر وقت تک خاموش رہا، میں نے ہر ممکن کوشش کی کہ خود کو سامنے نہ لاؤں۔ لیکن جب کرنل ہر طرح فیل ہو گیا تو مجبوراً مجھے سامنے آنا پڑا۔ اب اگر تمہارے پائلٹ نے جہاز کو ایئرپورٹ پر اتارنے کی کوشش کی تو میں بھی اپنی سی کر گزروں گا، سمجھ لو انسپکٹر، فیصلہ تمہارے ہاتھ ہے۔"

یہ کہہ کر میجر جنرل خاموش ہو گیا، جہاز میں موت کی سی خاموشی چھا گئی۔ ان سب کے چہرے ایک بار پھر ستے گئے۔ انہوں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اس قدر شاندار کامیابی کے بعد بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ خود انسپکٹر جمشید بھی سوچ میں ڈوب گئے۔ آخر انہوں نے تھکی تھکی آواز میں کہا۔

www.urdukorner.com

" پھر اب تمہارا کیا پروگرام ہے جنرل؟"
" پروگرام اس کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے کہ جہاز کا رخ ایک بار پھر موڑ دیا جائے۔"
" کیا میں پائلٹ روم تک جا سکتا ہوں؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔
" ہاں! کیوں نہیں، اس وقت تم سب لوگ میرے رحم و کرم پر ہو، میری ایک ذرا سی حرکت سب کو موت کے گڑھے میں دھکیل سکتی ہے، تم لوگ مجھے گولیوں کا نشانہ بھی نہیں بنا سکتے، کیونکہ اس صورت میں بھی بم پھٹ جائے گا۔"
" اچھی بات ہے، میں پائلٹ سے مشورہ کر لوں۔"
انھوں نے کہا اور ٹائیگر کی لاش کو پھلانگتے ہوئے پائلٹوں کے پاس پہنچ گئے۔
" صورت حال کیا ہے کیپٹن؟" انھوں نے دبی آواز میں پوچھا، کیونکہ درمیانی دروازہ کھلا تھا۔
" ہم چند منٹ بعد اپنے ایئر پورٹ پر اتر رہے ہیں۔"
" کیا آپ افسران کو ساری بات بتا چکے ہیں؟"
" جی ہاں! انھوں نے جہاز کو آناً فاناً گھیرے میں لینے کے انتظامات کر لیے ہیں۔" اس نے بتایا۔
" گویا اس وقت تک جہاز اور اس کے مسافروں پر جو کچھ گزر چکی ہے، اس سے بے شمار لوگ آگاہ ہو چکے ہیں۔"

" ہاں! بڑے بڑے افسر اور حکام اس وقت تک ایئر پورٹ پر پہنچ چکے ہوں گے۔" اس نے جواب دیا۔
" لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم جہاز کو نہیں اتار سکیں گے۔"
" کیا مطلب؟" کیپٹن کے منہ سے نکلا۔
" ہماری فتح بھی شکست میں تبدیل ہو گئی ہے۔"
" میں سمجھا نہیں؟" پائلٹ کے لہجے میں حیرت تھی۔
انھوں نے مختصر ترین الفاظ میں انہیں نئی صورت حال سمجھائی۔ ان کے رنگ یک دم پیلے پڑ گئے۔
" پھر اب کیا کیا جائے؟" پائلٹ نے مردہ آواز میں کہا۔
" حکام کو اس صورت حال سے باخبر کر دیں، انہیں چاہیے کہ تمام حفاظتی انتظامات کر لیں۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ جہاز کے پرخچے اڑ جائیں اور وہ نیچے بھی نقصان کا سبب بنے، یا کسی دوسرے جہاز پر جا گرے۔ ایئر پورٹ کو لوگوں سے خالی کرا دینا چاہیے۔ آپ ان سے مشورہ بھی مانگ سکتے ہیں کہ اب ہم کیا کر سکتے ہیں، کیونکہ دو سو چالیس مسافروں کی زندگیوں کا معاملہ ہے، دوسری طرف قیدی بننا بھی کچھ خوش گوار نہیں ہوگا، ان کے دباؤ میں آ کر اگر ہمارے ملک کو ان کے جاسوس چھوڑنا پڑے تو یہ بھی ہمارے لیے بہت بڑی بے عزتی کی بات ہو

www.urdukorner.com

گی۔ اس کے علاوہ میں ایک سوال پوچھتا ہوں، اگر جہاز کو یک دم نیچے کی طرف غوطہ دیا جائے تو سواریوں کا کیا حال ہوگا؟"

"سیٹیں سواریوں کے نیچے سے نکل جائیں گی، پھر سواریاں سیٹوں پر آ گریں گی۔"

"اور یہ عمل بالکل سیدھ میں ہوگا؟" انھوں نے پوچھا۔

"جی بالکل۔"

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر بالکل اچانک جہاز کو غوطہ دیا جائے تو میجر جنرل واٹر مین کے پاؤں بھی فرش چھوڑ دیں گے؟"

"بالکل چھوڑ دیں گے، لیکن جونہی اس کے پاؤں فرش سے ٹکرائیں گے، بم پھٹ جائے گا۔" پائلٹ نے کہا۔

"ہاں! میں سمجھتا ہوں، لیکن میرا پروگرام یہ ہے کہ جونہی اس کے پاؤں فرش چھوڑیں، میں اسے اوپر کا اوپر ہی دبوچ لوں، اس طرح وہ ٹانگ پر بندھا ہوا بم کسی چیز سے ٹکرا نہیں سکے گا۔"

"ترتیب تو اچھی ہے، لیکن اس میں خطرہ بہت ہے۔"

"خطرہ مول لیے بغیر چارہ بھی تو نہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"کم از کم ہمیں حکام بالا سے اجازت لینا ہوگی۔"

"ٹھیک ہے! آپ بات کریں، لیکن بہت ہی دھیمے لہجے میں، انہیں یہ بھی بتا دیں کہ جہاز پر میں بھی موجود ہوں اور یہ ترکیب میری ہی ہے۔"

"بہت بہتر!"

پائلٹ یہ کہہ کر وائرلیس سیٹ پر جھک گیا اور دھیمے لہجے میں حکام کو ساری صورتِ حال بتانے لگا۔ آخر اس نے منہ اٹھا کر کہا:

"نیچے خوف و ہراس پھیل گیا ہے، وہ آپس میں مشورہ کرنے کے بعد ہی جواب دے سکیں گے، ایک منٹ بعد ہم ان کا فیصلہ جان سکیں گے۔"

"ہوں۔" انسپکٹر جمشید بولے اور پھر کسی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔

○

ایئر پورٹ کے وائرلیس روم میں اس وقت شہر کے سبھی بڑے بڑے آفیسر جمع تھے۔ ان کے چہرے خوف سے زرد تھے۔ ہاتھوں پیروں میں لرزش تھی۔ پورا ایئر پورٹ فوجیوں کے گھیرے میں تھا، عوام کو دور ہٹا دیا تھا۔ نہ جانے کس طرح کچھ ایسے لوگوں کو بھی خبر مل گئی تھی جن کے عزیز رشتے دار اس جہاز میں سوار تھے، شاید ہوائی اڈے کے کسی ملازم نے شہر میں کسی کو فون کر دیا تھا اور اس طرح بہت سے لوگ ہوائی اڈے کی طرف دوڑ پڑے تھے، تاہم انہیں عمارت کے احاطے میں داخل نہیں ہونے دیا گیا، وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے، ابھی انہیں وہ طیارہ دکھائی نہیں دیا تھا جو خوفناک

www.urdukorner.com

موت کی پیٹ میں تھا۔

"ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ جہاز کو دشمن ملک کی طرف پرواز کرنے کی ہدایت دے دی جائے۔" ایئرپورٹ کے انچارج کہہ رہے تھے۔

"اس طرح تو ہمیں دشمن ملک کا مطالبہ ماننا پڑے گا اور عالمی سطح پر یہ ہماری بہت بڑی بے عزتی ہو گی۔" ایک آفیسر نے فکرمند ہو کر کہا۔

"لیکن ہم ان چھتیس جاسوسوں کے بدلے میں اپنے دو سو چالیس مسافروں کی جان کیونکر گنوا سکتے ہیں۔" انچارج بولے۔

"جہاز پر انسپکٹر جمشید بھی موجود ہیں، اور یہ بہت بڑی شہرت کے مالک ہیں، انہوں نے جو تجویز پیش کی ہے، وہ آپ سب لوگ پائلٹ کی زبانی سن چکے ہیں، ان کے بارے میں کیا خیال ہے۔" ایک اور آفیسر بولے۔

"میں ذاتی طور پر انسپکٹر جمشید سے واقف نہیں، خدا جانے وہ کن صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ انہوں نے جو ترکیب پیش کی ہے، وہ حد درجے خطرناک ہے، اس میں کامیابی کا امکان صرف پانچ فیصد ہے جب کہ پچانوے فیصد امکان یہ ہے کہ اس طرح بم پھٹ سکتا ہے۔" انچارج نے کہا۔ پھر فوراً ہی بولا۔

"اور اگر خدانخواستہ جہاز تباہ ہو گیا تو شاید ایک مسافر بھی زندہ نہ بچ سکے۔ اس صورت میں عوام میں جو ردِ عمل ظاہر ہو گا، اس کا اندازہ آپ لوگ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ جب کہ دوسری صورت محفوظ ترین ہے۔ چونکہ ساری ذمے داری میرے سر آئے گی، لہٰذا میں تو یہی فیصلہ دیتا ہوں کہ جہاز میجر جنرل واٹرمین کی مرضی کے مطابق واپس لے جایا جائے۔"

"لیکن جہاز میں اتنا ایندھن نہیں کہ وہ ان کے ملک تک پہنچ سکے، اس صورت میں بھی تو جہاز کو خطرہ ہے۔"

"یہ ہم معلوم کر لیتے ہیں۔"

"میں جہاز کو میجر جنرل واٹرمین کی مرضی کے مطابق واپس لے جانے کی ہدایت دیتا ہوں، انسپکٹر جمشید کی ترکیب ناقابل عمل ہے، اس میں پچانوے فی صد خطرہ ہے، اس سے بہتر ہم یہی خیال کرتے ہیں کہ مسافر دشمن کی قید میں چلے جائیں، ہم ان کا مطالبہ تسلیم کر کے انہیں واپس حاصل کر لیں گے، تاہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ایندھن ختم ہونے کی صورت میں واٹرمین کیا کرے گا۔"

"میں ابھی معلوم کر کے بتاتا ہوں۔" پائلٹ نے کہا اور انسپکٹر جمشید کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"میں واٹرمین سے معلوم کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ پائلٹ روم کے دروازے پر آئے اور پھر بڑے زور سے چونکے۔

www.urdukorner.com

آخری وار

انسپکٹر جمشید کے پائلٹ روم میں جانے کے بعد محمود، فاروق اور فرزانہ کی کھسر پھسر شروع ہو گئی۔

"حالات خراب ہو چکے ہیں۔ نیچے سے یہی کہا جائے گا کہ میجر جنرل واٹرمین کے کہنے پر عمل کرو۔" فرزانہ نے کہا۔

"جیسے ان کی مرضی، ہم کر ہی کیا سکتے ہیں۔" محمود نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"اپنا چاقو مجھے دے دو۔" فرزانہ نے پُر اسرار لہجے میں کہا۔

"کیوں.... کیا ارادہ ہے، کیا واٹرمین پر کھینچ مارنے کا ارادہ ہے۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"میں اتنی بے وقوف نہیں۔"

"پھر بھی بتاؤ تو سہی.... تم کیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہو؟" محمود نے کہا۔

"اگر ہم نے اس وقت کچھ نہ کیا تو قیدی بننے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا، میں جانتی ہوں، ابا جان اپنے ذہن میں

کوئی ترکیب لے کر گئے ہیں، لیکن حکام ان کی ترکیب پر عمل کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"اس صورت میں تو ہمیں اور بھی احتیاط کرنی چاہیے، کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے کہ ابا جان کبھی حکام کے سامنے سر نہ اٹھا سکیں۔" فاروق نے کہا۔

"لیکن میں جو کچھ کرنا چاہتی ہوں، اس سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"تو بتاؤ نا تم کیا کرنا چاہتی ہو؟" محمود نے جھلا کر کہا۔

"چاقو مجھے دو، میں وقت سے پہلے کچھ نہیں بتا سکتی۔ ہاں! یہ ذمے داری لیتی ہوں کہ میری ترکیب اگر ناکام ہو گئی تو بھی کوئی خطرہ مول لینے کی نوبت نہیں آئے گی۔"

"یار محمود! جب یہ ذمے داری لیتی ہے تو چاقو دے دو، اس پر چھوڑ دو۔"

"بھئی یہ ہماری ذات کا مسئلہ نہیں ہے، اس جہاز میں دو سو سے زائد مسافر سوار ہیں۔" محمود نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے، تو پھر نہ دو۔"

"محمود! اگر تم نے چاقو مجھے نہ دیا تو زندگی بھر پچھتاؤ گے۔" اچانک فرزانہ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"کیا مطلب! کیا تم مجھے زندگی بھر پچھتانے پہ مجبور کرو گی؟"

www.urdukorner.com

"یہ بات نہیں۔ بات وہ ہے جس پر شاید ہم میں سے کسی نے اب تک غور نہیں کیا۔" فرزانہ نے پر اسرار لہجے میں کہا۔

"اور وہ کیا بات ہے؟" محمود نے چونک کر کہا۔ فاروق بھی اسے گھورنے لگا۔

"یہ لوگ ان مسافروں کو تو اپنے جاسوسوں کے بدلے میں چھوڑ دیں گے۔ ہمیں نہیں چھوڑیں گے، کم از کم ابا جان کو نہیں چھوڑیں گے، کیونکہ ابا جان نے ان کے ملک کو بے تحاشہ نقصان پہنچایا ہے۔"

"اوہ! شاید تم ٹھیک کہتی ہو.... لیکن تم یہ بھی تو بتاؤ کہ کرنا کیا چاہتی ہو؟"

"تم یوں نہیں مانو گے، اچھا تو سنو۔" چند سیکنڈ تک وہ اس کی بات سنتے رہے، پھر انہوں نے لمبے سانس لیے اور محمود بولا۔

"تو اس کام کے لیے میں کیوں نہ جاؤں؟"

"میں تم دونوں سے چھوٹی اور پتلی دبلی ہوں، یہ صرف میں ہی کر سکتی ہوں۔"

"خیر! یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ ترکیب ہے محفوظ....." یہ کہتے ہوئے اس نے چاقو ایڑی میں سے نکال کر خفیہ طور پر اسے دے دیا۔ کرنل باختر کے جسم میں سے نکال کر اس نے اسے

دوبارہ اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔

"اب تم دونوں مجھے اس طرح اپنی اوٹ میں لے لو کہ میجر جنرل واڑمین کی نظروں سے میں مکمل طور پر چھپ جاؤں۔"

"خدا تم پر رحم کرے، مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" بیگم جمشید نے ڈرے ڈرے لہجے میں کہا۔ انہوں نے بھی ان کی باتیں سن لی تھی۔

"فکر نہ کریں امی جان! خدا کو یاد کریں۔"

"اچھا۔" ان کے منہ سے نکلا۔

فرزانہ نے چاقو منہ میں دبایا اور اپنے پروگرام پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئی۔

○

انسپکٹر جمشید فرزانہ کو غائب پا کر چونکے تھے، تاہم انہوں نے اپنے چہرے سے یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ وہ چونکے ہیں۔ انہوں نے دیکھا، میجر جنرل واڑمین ابھی تک اسی جگہ تنہا کھڑا تھا، ان پر نظر پڑتے ہی بولا:

"کیا رہا انسپکٹر.... تمہارے حکام کیا کہتے ہیں؟"

"وہ ایک سوال کا جواب آپ سے چاہتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"میں ضرور جواب دوں گا۔"

www.urdukorner.com

"حکام یہ کہتے ہیں کہ اگر جہاز واپس تمہارے ملک کی طرف لے جایا جائے تو کیا راستے میں ہی ایندھن ختم نہیں ہو جائے گا، کیوں نہ ایئر پورٹ پر اتر کر ایندھن لے لیا جائے۔"

"اس جہاز پر چار گھنٹے کے لیے ایندھن موجود تھا، ہم اس وقت تقریباً اڑھائی گھنٹے سفر کر چکے ہیں، گویا ڈیڑھ گھنٹے کے لیے ایندھن باقی ہے، اس عرصے میں ہم یہاں سے اپنے دوست ملک تک تو جا ہی سکتے ہیں، اس ائر پورٹ پر اترنے سے بہتر میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں اتر کر ایندھن لے لوں۔" اس نے جواب دیا۔

"بہت بہتر! تو پھر میں حکام کو یہ جواب پہنچا دوں۔"

"ہاں ضرور! اس کے بعد ہم واپس چل پڑیں گے۔ پائلٹ نے شہر کا چکر لگانا شروع کر دیا ہے، شہر کی روشنیاں نظر آ رہی ہیں، گویا ہم ایئر پورٹ سے بہت نزدیک ہیں۔"

"ہاں! ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے اور واپس جانے کے لیے مڑے۔ اس دوران انہوں نے اپنے سامنے ادھر ادھر تک نظر ڈالی تھی، لیکن فرزانہ انہیں کہیں بھی دکھائی نہ دی۔ ان کا دل دھڑکنے لگا، وہ دل ہی دل میں دعا مانگنے لگے کہ یا خدا، فرزانہ اپنے ارادے سے باز آ جائے، انہیں محمود اور فاروق پر بھی بے تحاشہ غصہ آنے لگا کہ انہوں نے

فرزانہ کو کہیں کھسکنے ہی کیوں دیا، بیگم پر غصہ آیا، لیکن وہ کر ہی کیا سکتے تھے۔ خاموشی سے واپس مڑے اور پائلٹ روم میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے وائرمین کا جواب پائلٹ کو بتا دیا، پائلٹ نے رابطہ ختم نہیں کیا تھا، چنانچہ فوراً یہ پیغام نیچے بھیج دیا۔ ادھر سے جواب ملا:

"ٹھیک ہے، ہم اس جہاز کو خدا کے حوالے کرتے ہیں اور آپ لوگوں کو واپس جانے کی ہدایت کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ ہی ہم دشمن ملک سے رابطہ قائم کر کے اسی وقت سے آپ لوگوں کی رہائی کی بات شروع کرتے ہیں۔"

"او کے سر!" پائلٹ نے کہا اور انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا۔

"میں یہ فیصلہ وائرمین کو سنا آؤں، پھر آپ کو جہاز واپس لے جانے کیلیے کہوں گا۔"

"اچھی بات ہے۔"

انسپکٹر جمشید پھر مسافروں کے کمرے میں آ گئے۔ فرزانہ ابھی تک غائب تھی، یہ دیکھ کر انہیں بہت حیرت ہوئی، وہ انہیں کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ آخر انہوں نے وائرمین سے کہا:

"ہم آپ کے احکامات کی تعمیل کرنے پر مجبور ہیں، آپ جس سمت میں چاہیں جہاز کو لے جا سکتے ہیں۔"

"کیا کرنل ماتھر اور روڈیو ابھی تک بے ہوش ہیں۔"

www.urdukorner.com

"ہاں! درمیان میں ذرا دیر کے لیے ہوش میں آگئے تھے" انسپکٹر جمشید بولے۔

"خیر کوئی بات نہیں! اس صورتِ حال کے لیے میں تنہا ہی کافی ہوں، جب انہیں ہوش آئے گا، اس وقت اور آسانی ہو جائے گی، ٹھیک ہے، پائلٹ سے کہو، جہاز واپس موڑ لے، اگر چالاکی کی گئی تو نتیجے کی ذمے داری تم لوگوں پر ہو گی، میں کوئی گڑ بڑ محسوس کرتے ہی اپنی ٹانگ سیٹ کے پائے سے ٹکرا دوں گا۔"

"فکر نہ کرو، ہمارے ملک نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ تم لوگوں کے جاسوسوں سے اس جہاز کا اور مسافروں کا تبادلہ کر لیا جائے گا، لہذا ہمیں کوئی چال چلنے کی کیا ضرورت ہے؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہوں! اب آئے سیدھے راستے پر....."

انسپکٹر جمشید ابھی پائلٹ روم میں جانے کے لیے مڑے نہیں تھے کہ انہوں نے وائٹ مین کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات دیکھے۔ انہوں نے محسوس کیا، وائٹ مین اپنی زندگی میں کبھی اتنا حیران نہ ہوا ہو گا، جتنا اس لمحے۔ پھر وہ بوکھلا کر نیچے جھکا اور انہیں یوں لگا جیسے اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ہوں۔ اب انہوں نے اس کے منہ پر ہوائیاں اڑتے صاف دیکھیں۔

"کیا بات ہے مسٹر میجر جنرل" انسپکٹر جمشید نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔۔۔ "آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

"یہ..... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" وائٹ مین کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے، آپ کو کیا ہو گیا ہے؟"

"شاید میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں" اس کے منہ سے نکلا۔

"بات کیا ہے، کیا میں پائلٹ کو جہاز کا رخ تبدیل کرنے کے لیے نہ کہوں؟"

میجر جنرل وائٹ مین نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی آنکھوں میں مایوسی کے اندھیرے پھیل گئے، اچانک وہ چکرایا اور دھڑام سے سیٹوں کے درمیان گرا۔

تمام مسافر یہ دیکھ کر بوکھلا اٹھے کہ اب بم کا دھماکا ہوا اور اب ہوا، لیکن کوئی دھماکا نہ ہوا، کوئی بم نہ پھٹا۔ انسپکٹر جمشید تیزی سے وائٹ مین کی طرف بڑھے۔ انہوں نے اسے جھک کر دیکھا، وہ مکمل طور پر بے ہوش تھا۔ اب انہوں نے اس کی ٹانگوں کی طرف دیکھا اور حیران رہ گئے۔ اس کی کسی ٹانگ پر کوئی بم نہیں تھا۔

اسی وقت انہوں نے فرزانہ کو سیٹوں کے نیچے سے نکلتے دیکھا۔

www.urdukorner.com

ساتھ ہی اس کی شوخ آواز ابھری:

"بم اب میرے ہاتھ میں ہے ابا جان! اور آج میں نے
بھی جیب کتروں والا ہاتھ دکھایا ہے، آپ جانتے ہی ہیں،
محمود کا چاقو بلیڈ سے بھی تیز ہے، بس میں نے اس کا چاقو
لیا اور سیٹوں کے نیچے رینگ گئی۔ نیچے ہی نیچے میں وارڈین
صاحب تک پہنچ گئی اور پھر اس ڈوری پر بلیڈ چلا دیا جس
کے ذریعے بم ٹانگ سے بندھا تھا، ڈوری کٹتے ہی میں نے
بم ہاتھ میں لیا اور واپس کھسک گئی، یہی وہ لمحہ تھا جب
وارڈین پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹا۔"

"فرزانہ! تم نے کمال کر دیا۔ تم نے وہ کام کیا ہے جو
کوئی دوسرا سوچ بھی نہ سکا...."

"بہادرو..... وہ مارا" کئی مسافر چلا اٹھے۔

آن کی آن میں جہاز کی فضا بدل گئی۔ مسرت کی بجلی
چمک اٹھی۔ انسپکٹر جمشید پائلٹ روم کی طرف دوڑے، کچھ
مسافر وارڈین پر ٹوٹ پڑے اور لاتوں اور مکوں سے اس کا
بھرکس نکال کر رکھ دیا، پھر اسے باندھنے لگے۔ پائلٹوں
کو نئی صورتِ حال کا پتا چلا تو ان کے چہروں پر بھی رونق
دوڑ گئی۔ یہ پیغام فوراً نیچے دیا گیا، نیچے بھی خوشی کی لہر
نے پورے ایئر پورٹ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور پائلٹ

جہاز کو نیچے اتارنے کی تیاری کرنے لگا۔

"اور ابا جان! اب وہ نوٹ بک رہ جاتی ہے:"

"ہاں بھئی، ذرا اسے بھی نکالو، دیکھیں تو سہی، کیپٹن
سوتان ہمارے ملک سے کیا چیز لے جا رہا تھا" وہ بولے۔

"ابا جان! وہ چیز لے جا رہا تھا" فاروق نے مسکرا کر
کہا اور وہ ہنس پڑے، لفظ وہ چیز نے انہیں بہت دیر
تک پریشان کیا تھا۔

انسپکٹر جمشید نے نوٹ بک کے اوراق الٹنے شروع کیے۔
پھر ان کے منہ سے نکلا:

---

www.urdukorner.com

عجیب نوٹ بک

"بھئی یہ نوٹ بک بھی عجیب نوٹ بک ہے۔" آخر انھوں نے سر اوپر اٹھایا۔

"جی! کیا مطلب! یہ کس لحاظ سے عجیب ہے؟" فاروق چونکا۔

"اس پر ایک عجیب ہی زبان میں کچھ تحریر ہے، میں اس کا ایک لفظ بھی نہیں پڑھ سکا۔" انھوں نے جواب دیا۔

"تب پھر یہ نوٹ بک تو ایک معمہ بن گئی۔"

"خیر! اس معمے کو نیچے چل کر حل کریں گے۔" محمود نے کہا۔

"نیچے تو عالم ہی کچھ اور ہوگا، نہ جانے کون کون لوگ آئے ہوئے ہوں گے۔"

"چلو تو کیا ہوا، تصویریں ہی اتریں گی۔"

"خدا کی پناہ! کتنے ہولناک لمحے تھے، جو ہم نے گزارے۔" بیگم جمشید نے لمبا سانس کھینچا۔

"لیکن امی جان! لمحات ہم نے کہاں گزارے، لمحات تو ہمیں گزار رہے تھے۔" فاروق نے مسمسی صورت بنا کر کہا اور وہ مسکرانے لگے۔

"بھئی کسی جملے کو تو تنقید سے محروم کر دیا کرو۔" محمود نے جھلا کر ران پر ہاتھ مارا۔

"کیسے محروم کر دوں، جملے بُرا مان جائیں گے۔" فاروق بولا۔

"لو! اب جملے بھی برا ماننے لگے۔"

"بُرا ماننے کا کیا حال ہے، کوئی بھی چیز بُرا مان سکتی ہے، ہم اس کا ہاتھ تو نہیں روک سکتے۔"

"ہو گئی اوٹ پٹانگ باتیں شروع۔"

"اب جہاز میں کرنے کے لیے اور رہ ہی کیا گیا ہے، بیچارے کرنل ماتھر صاحب بے ہوش پڑے ہیں، روسیو بے ہوشی میں ان کا پورا پورا ساتھ دے رہا ہے، ایم بی جان اور ٹائیگر ویسے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ نوٹ بک پر ہم قبضہ کر چکے ہیں اور آخری آفت بھی بے چاری صدمے سے بے ہوش ہو چکی ہے۔" فاروق کہتا چلا گیا۔

"آخری آفت! کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"میرا مطلب ہے میجر جنرل ڈاڈر ہیں۔۔۔ وہ اس جہاز کے لیے آخری آفت ہی تو ثابت ہو گئے تھے۔"

"واقعی بڑی زور دار آفت ثابت ہوئے تھے، خدا کا شکر ہے کہ ان سے بھی نجات ملی۔۔۔ اگر فرزانہ کو یہ حرکت نہ سوجھتی تو اس وقت ایک بار پھر ہم اپنے ملک سے دور

www.urdukorner.com

دشمن کے ملک کی طرف جا رہے ہوتے اور ہمارے ملک والے ہماری کچھ بھی مدد نہ کر سکتے، پھر ہم ان کے قیدی ہوتے، ظاہر ہے، آج کل قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا، یہ تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، جنہوں نے قیدیوں سے مثالی سلوک کیا، جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے یہ تو خوب خوب ستاتے ہیں۔ ایذا دیتے ہیں، ملک کے راز معلوم کرتے ہیں۔"

بیگم جمشید یہ کہتے وقت کپکپا اٹھیں۔

"میں کبھی یہ کوشش نہ کرتی، اگر مجھے یہ خیال نہ آتا کہ دشمن ملک والے چاہے جہاز کے تمام مسافروں کو رہا کر دیں، لیکن اگر وہ نہیں کریں گے تو ابا جان کو، یہ خیال لرزا دینے والا تھا، بس اس خیال کے آتے ہی میں نے دل میں ٹھان لی کہ کچھ نہ کچھ ضرور کر گزروں گی اور پھر یہ ترکیب میرے ذہن میں آ گئی۔"

"مان گئے بھئی، کوئی جیب کترا بھی اتنی صفائی نہیں دکھا سکتا تھا، یوں کہہ لو کہ تم نے اچھے اچھے جیب کتروں کی ناکیں کاٹ ڈالیں، جب شہر کے جیب کترے تمہارے اس کارنامے کو پڑھیں گے تو شاید شاگردی اختیار کرنے کی سوچیں۔"

فاروق نے شریر انداز میں کہا۔

"لیکن میں سب سے پہلے تمہیں اپنا شاگرد بناؤں گی اور پھر جب تمہیں اس کام میں ماہر بنا دوں گی تو پھر سب سے

پہلے جو کام تم سے کرنے کے لیے کہوں گی، جانتے ہو، وہ کیا ہوگا؟" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"کیا ہوگا؟" فاروق نے تڑپ سے پوچھا۔

"میں کہوں گی، اب ذرا اپنی مہارت سے کام لے کر اپنی زبان کاٹ کر دکھاؤ۔"

فرزانہ کا جملہ سنتے ہی محمود نے ایک قہقہہ لگایا۔ انسپکٹر جمشید اور بیگم جمشید بھی ہنس پڑے۔

"یار فاروق! آج تو فرزانہ تمہیں بہت بری ٹکری۔" محمود بولا۔

"مجھے ہی کیا، یہ تو تمہیں بھی ٹکر گئی ہے، اصل کارنامہ تو آخر اس نے انجام دیا ہے نا..... تم بھی تو منہ ہی دیکھتے رہ گئے۔" فاروق نے جواب دیا۔

"ان حالات میں منہ دیکھتے رہ جانا بھی کسی کارنامے سے کم نہیں تھا۔" محمود نے کہا۔

"لو! اب منہ دیکھ کر بھی کارنامے انجام دیے جانے لگے۔"

"لو بھئی..... اب ہم ایئرپورٹ کے اوپر چکر لگا رہے ہیں، نیچے ہزاروں لوگ موجود ہیں، وہ ہاتھ ہلا ہلا کر ہمارا استقبال کر رہے ہیں۔ ان لوگوں میں شاید جہاز کے مسافروں کے رشتے دار بھی موجود ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے انہیں بتایا۔

"لیکن ابا جان! اب ہمارے افریقہ جانے کا کیا ہوگا؟"

www.urdukorner.com

ہونا کیا ہے، آئندہ پرواز سے چلے جائیں گے۔" انھوں
نے کہا۔

"اور.... اور..... اور......" اور سے آگے فاروق کچھ بھی نہ
کہہ سکا۔

"یہ اور سے آگے تمہاری گاڑی کیوں اٹک گئی؟" محمود بولا۔

"اور اگر اس جہاز پر بھی کوئی چکر....." فاروق نے کہنا چاہا،
مگر فرزانہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"بس آگے ایک لفظ نہ کہنا، خدا کے لیے ہمیں افریقہ
جا لینے دو۔"

"اچھا! تو پھر میں یہ کہہ دیتا ہوں، اگر افریقہ سے واپسی پر
پھر کوئی چکر....."

اس بار اس کے منہ پر محمود نے ہاتھ رکھ دیا تھا، انسپکٹر
جمشید اور بیگم جمشید ہنس پڑے..... اسی وقت جہاز رن وے پر
دوڑنے لگا۔ ایئرپورٹ کی روشنیوں سے وہاں دن کا سماں تھا۔
لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس جہاز کو دیکھ رہے تھے..... اور
پھر جونہی جہاز رکا، ملٹری کے جوانوں نے اسے گھیرے میں لے
لیا۔ فوراً ہی میجر جنرل وارٹمین، کرنل باھر اور بدھو کو گرفتار کر
لیا گیا، لاشوں کو قبضے میں لے لیا گیا، کیمروں کی فلیش لائٹوں نے
ان کی آنکھیں چکا چوند کر دیں۔

اس کے بعد انھیں نیچے اترنے کی اجازت دی گئی۔ پھر مساف
کی طرف بڑھنے والا ہجوم کسی کے روکے نہ رک سکا۔ لوگ جنگ
کو پھلانگ گئے اور اپنے رشتے داروں سے خوب گلے ملے، گی
ہو، سب لوگ موت کے منہ سے واپس آئے تھے۔

ان کی طرف بڑھنے والوں میں خان رحمان، پروفیسر داؤد، ا
کے بیوی بچے، آئی جی صاحب، ڈی آئی جی صاحب اور ا
تھے۔ انھوں نے ان سب سے گرم جوشی سے مصافحے کیے
پھر کاروں میں بیٹھ کر روانہ ہوئے۔ ایسے میں انسپکٹر جمشید
وہ نوٹ بک نکال کر پروفیسر کو دی اور ڈرائیونگ سیٹ خود سنبھ

"راستے میں ہی ذرا اسے دیکھ لیں۔"

پروفیسر داؤد اس کے مطالعے میں گم ہو گئے، شاید وہ یہ نہ
سمجھتے تھے، کیونکہ ایک بار اس پر نظریں جا کر انھوں نے اس
ہٹائیں، جب تمام ورق الٹ چکے۔ آخر انھوں نے سر اوپر اٹھایا
حیرت زدہ لہجے میں بولے:

"اف میرے خدا! یہ تو دنیا کے سب سے بڑے ملک
سب سے بڑے سائنس دان کی نوٹ بک ہے، اس نوٹ بک
میں نہایت اہم فارمولے درج ہیں، جن سے ایسی چیزیں ای
کی جا سکتی ہے جو آج کی دنیا کے وہم و گمان میں بھی نہی
آ سکتیں۔"

www.urdukorner.com

"لیکن سوال یہ ہے کہ یہ نوٹ بک ہمارے ملک میں کس طرح آ گئی "

"جہاں تک میرا خیال ہے، اسے اس سائنس دان کے پاس سے کسی نے اڑا لیا ہوگا، اور ہمارے ملک کے راستے اپنے ملک جانا چاہتا ہوگا کہ اس سے کیپٹن سوتان نے اڑا لیا، کیپٹن سوتان کی تاک میں کرنل ماتھر تھا، اس نے اپنے آدمیوں کے ذریعے یہ معلوم کر لیا کہ کیپٹن سوتان نوٹ بک چرا چکا ہے، چنانچہ وہ اس کی تاک میں رہنے لگا اور جونہی اس نے جہاز کے ذریعے سفر کا پروگرام بنایا، اس نے بھی اسی جہاز کو اغوا کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ بس یہ تھی کل کہانی۔"

"بھئی واہ بیٹھے بٹھائے آتنی قیمتی چیز مل گئی" محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"بیٹھے بٹھائے کہاں، اڑتے اڑاتے .... فاروق بول پڑا۔

اور وہ سب ..... ہنس پڑے۔ کاریں چکنی سڑک پر رواں دواں تھیں، ایئر پورٹ کی روشنیاں نظروں سے اوجھل ہو چکی تھیں۔

www.urdukorner.com